Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس　مفتی محمد امجد　حکیم محمد فیضان　غفار الحق

فی شمارہ.................25 روپے
سالانہ.................300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270　فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....تجارت وملازمت اور عبادت..........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن(سورہ بقرہ:قسط139)..... بیویوں سے جماع کرنے کے طریقہ میں اختیار......// // 6

درسِ حدیث ....خوارج اور قرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت(قسط3)..// // 17

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ملفوظات...// // 28

اہلِ جنت، اعمال نامے اور ریکارڈنگ سسٹم(حصہ اول)......................مفتی محمد امجد حسین 35

دنیا کی محبت(قسط3)..قاری جمیل احمد 41

السلام علیکم کہو!...ماسٹر عبدالحلیم احقر 45

ماہِ ربیع الاول: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..............مولانا طارق محمود 46

علم کے مینار:...........امام ابوحنیفہ اور تحصیلِ حدیث ....مولانا غلام بلال 48

تذکرۂ اولیاء:.........حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث.........مولانا محمد ناصر 52

پیارے بچو!.............ایک اچھا بچہ اپنا دن کیسے گزارے......!.......حافظ محمد ریحان 55

بزمِ خواتین ....خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے(چودہویں وآخری قسط)...مولانا طلحہ مدثر 56

آپ کے دینی مسائل کا حل ...... جڑواں شہروں(Twin cities)میں سفر وقصر 62
کا حکم(دوسری وآخری قسط)..ادارہ

کیا آپ جانتے ہیں؟..........بجلی استعمال کرنے کے آداب...........مفتی محمد رضوان 73

عبرت کدہ .... حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں فرعون کی ڈاڑھی.......مولانا طارق محمود 80

طب وصحت..........ابتدائی طبی امداد(First Aid)(قسط3).........مفتی محمد رضوان 83

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.........مولانا محمد امجد حسین 89

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں.........حافظ غلام بلال 91

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

تجارت وملازمت اور عبادت

اسلام کی تعلیمات انتہائی وسیع ہیں، جو زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہیں، اس میں جس طرح نماز، روزہ، زکاۃ اور حج وغیرہ جیسی عبادات داخل ہیں، اسی طرح اس میں تجارت وملازمت وغیرہ جیسے معاملات بھی داخل ہیں، اور اگر ایک مسلمان تجارت وملازمت اخلاص اور صحیح نیت کے ساتھ اور شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ پر کرے، تو وہ بھی عبادت میں داخل ہے، جس طرح سے اخلاص اور صحیح نیت کے ساتھ اور شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ پر ہی نماز، روزہ اور حج کرنے سے وہ عبادت اور ثواب والا کام بنتا ہے۔

مگر بدقسمتی اور کم علمی کی وجہ سے ہمارے یہاں تجارت وملازمت وغیرہ کے شعبوں کو وہ حیثیت نہیں دی جاتی، جس کی کہ ضرورت تھی۔

چنانچہ اگر کوئی نماز، روزہ وغیرہ جیسی عبادات کو اخلاص کے ساتھ اور صحیح طریقہ پر انجام دے، تو اس کو تو عبادت گزار اور نیک صالح سمجھا جاتا ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص اس کے بجائے تجارت وملازمت وغیرہ جیسے پیشوں اور شعبوں کو اخلاص کے ساتھ حلال طریقہ پر انجام دے، تو اس کو عبادت گزار اور نیک صالح نہیں سمجھا جاتا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص نماز، روزہ وغیرہ جیسی عبادات میں کوتاہی کرے، تو اس کو تو بددین سمجھا جاتا ہے، لیکن اگر کوئی تجارت وملازمت وغیرہ کے شعبوں میں کوتاہی اختیار کرے، اور اس میں شرعی حدود کا لحاظ نہ کرے، تو اسے بددین نہیں سمجھا جاتا۔

حالانکہ جس طرح نماز وغیرہ عبادات کے لئے شرعاً کچھ شرائط مقرر ہیں، مثلاً پاکی کا ہونا، قبلہ کی طرف رخ کرنا، اسی طرح تجارت وملازمت وغیرہ کے لئے بھی شریعت کی طرف سے کچھ شرائط مقرر ہیں، مثلاً خرید وفروخت میں سچ بولنا، کم تولنے اور کم ناپنے اور ملاوٹ وغیرہ سے بچنا، اور ملازمت میں طے شدہ اوقات اور ذمہ داریوں کو پورا کرنا۔

لیکن کسی مسلمان کو بغیر وضو کے نماز پڑھنا اور بغیر عذر کے قبلہ کے بجائے کسی دوسری طرف رخ کر کے نماز

Idara Ghufran

پڑھنا گوارا نہیں، مگر اسی مسلمان کو تجارت وملازمت وغیرہ میں جھوٹ بولنا بھی گوارا ہے، اور کم تولنا اور کم ناپنا اور ملاوٹ وغیرہ کرنا بھی گوارا ہے، بلکہ کتنے مسلمان نماز، روزہ کے پابند صفِ اول میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے والے اور تہجد گزار ایسے ہیں کہ جو تجارت کے دوران جھوٹ بولنے اور کم ناپنے اور کم تولنے اور ملاوٹ کرنے سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتے، اور اسی طرح ملازمت کے طے شدہ اوقات اور ذمہ داریوں میں کوتاہی سے کام لیتے ہیں، اور ان کو ان کوتاہیوں پر احساس نہیں ہوتا۔

اس فرق کی وجہ وہی ہے کہ عام مسلمانوں نے دین وشریعت کے دائرہ کو نماز، روزہ وغیرہ جیسی عبادات تک محدود سمجھ لیا ہے، اور تجارت وملازمت وغیرہ جیسے شعبوں کو دین وشریعت سے خارج سمجھ لیا ہے، یا ان چیزوں کو وہ اہمیت نہیں دی، جس کی کہ ضرورت تھی۔

بہت سے اہلِ علم حضرات کی طرف سے اس معاملہ کی تبلیغ کرنے میں کوتاہی سامنے آئی، اور انہوں نے دین اور شریعت کی تعلیمات کو نماز، روزہ وغیرہ تک محدود انداز میں پیش کرنے کی طرف ہی اپنی توجہات کو مرکوز رکھا، جس کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔

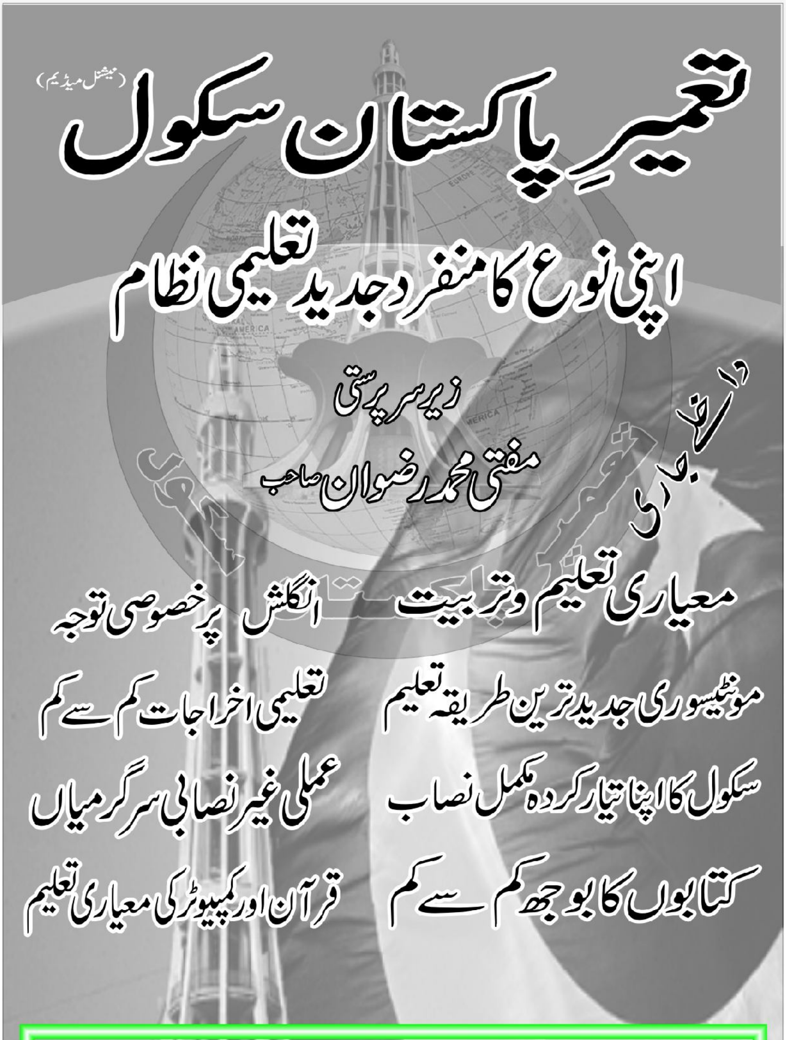

(نیشنل میڈیم)
تعمیرِ پاکستان سکول
اپنی نوع کا منفرد جدید تعلیمی نظام
زیرِ سرپرستی
مفتی محمد رضوان صاحب
معیاری تعلیم و تربیت
انگلش پر خصوصی توجہ
مونٹیسوری جدید ترین طریقہ تعلیم
تعلیمی اخراجات کم سے کم
سکول کا اپنا تیار کردہ مکمل نصاب
عملی غیر نصابی سرگرمیاں
کتابوں کا بوجھ کم سے کم
قرآن اور کمپیوٹر کی معیاری تعلیم
چاہ سلطان، گلی نمبر 17، نزد ادارہ غفران
راولپنڈی فون 051-5780927

(سورہ بقرہ قسط139،آیت223) مفتی محمد رضوان

بیویوں سے جماع کرنے کے طریقہ میں اختیار

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ٢٢٣)

ترجمہ: تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں پس تم آؤ اپنی کھیتی میں، جیسے تم چاہو، اور آگے بھیجو تم اپنے لئے، اور ڈرو تم اللہ سے اور جان لو کہ بے شک تم ملاقات کرنے والے ہو، اس (اللہ) سے، اور خوشخبری سنادیجئے مومنین کو (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیویوں کو کھیتی قرار دے کر اس کھیتی میں حسبِ منشاء آنے کی اجازت دی ہے، اور کھیتی قرار دینے سے اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح زمین میں بیج ڈال کر فصل حاصل کی جایا کرتی ہے، اور فصل کی خوشگواری اور خوبصورتی سے مستفید ہوا جاتا ہے، اسی طرح عورت کے ساتھ جماع وصحبت کرنے کا معاملہ بھی ہے، اور کھیتی والی جگہ، جہاں نطفہ کے ذریعہ سے بچہ کی ولادت ہوتی ہے، وہ عورت کا آگے والا مقام یعنی ''فرج'' ہے، اس لئے وہ ''محلِ حرث'' یعنی کھیتی والا مقام ہے، اور اس کے مقابلہ عورت کے پیچھے والا مقام ''محلِ فرث'' یعنی گندگی والا مقام ہے، وہ ''حرث'' یعنی کھیتی کے الفاظ سے خارج ہوگیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے آگے والے مقام میں صحبت کرنے کا کوئی مخصوص طریقہ شریعت کی طرف سے مقرر نہیں، بلکہ اس میں حسبِ منشاء اختیار ہے، اور پیچھے والے مقام سے شہوت پوری کرنا جائز نہیں۔ احادیث میں اس کی تفصیل آئی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ يَهُودَ كَانَتْ تَقُولُ: إِذَا أُتِيَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ دُبُرِهَا، فِي قُبُلِهَا، ثُمَّ حَمَلَتْ، كَانَ وَلَدُهَا أَحْوَلَ، قَالَ: فَأُنْزِلَتْ (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ) (مسلم، رقم الحديث ١٤٣٥ "١١٨"بخاری، رقم الحديث ٤٥٢٨)

ترجمہ: یہودیوں نے یہ بات کہی تھی کہ جب عورت سے اس کے پیچھے کی جانب سے اس کے اگلے حصہ میں وطی کی جاتی ہے، اور پھر اس کو حمل ہوجاتا ہے، تو اس کے نتیجہ میں بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ:

”نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ“

یعنی ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں پس تم آؤ اپنی کھیتی میں جیسے تم چاہو“ (مسلم، بخاری)

حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ) يَعْنِيْ: صِمَامًا وَّاحِدًا (سنن الترمذی، رقم الحديث ٢٩٧٩) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورہ بقرہ میں مذکور) اللہ تعالیٰ کے اس قول

”نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ“

یعنی ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں پس تم آؤ اپنی کھیتی میں جیسے تم چاہو“

کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد ایک ہی سوراخ (یعنی عورت کے آگے والے مقام) میں صحبت (وجماع) کرنا ہے (ترمذی)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّمَا كَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ أَهْلُ وَثَنٍ مَعَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ يَهُوْدَ وَهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ وَكَانُوْا يَرَوْنَ لَهُمْ فَضْلًا عَلَيْهِمْ فِي الْعِلْمِ فَكَانُوْا يَقْتَدُوْنَ بِكَثِيْرٍ مِّنْ فِعْلِهِمْ وَكَانَ مِنْ أَمْرِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَنْ لَا يَأْتُوا النِّسَاءَ إِلَّا عَلٰى حَرْفٍ وَذٰلِكَ أَسْتَرُ مَا تَكُوْنُ الْمَرْأَةُ فَكَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ أَخَذُوْا بِذٰلِكَ مِنْ فِعْلِهِمْ وَكَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ يَشْرَحُوْنَ النِّسَاءَ شَرْحًا مُنْكَرًا، وَيَتَلَذَّذُوْنَ مِنْهُنَّ مُقْبِلَاتٍ وَمُدْبِرَاتٍ وَمُسْتَلْقِيَاتٍ فَلَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِيْنَةَ تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ اِمْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ فَذَهَبَ يَصْنَعُ بِهَا ذٰلِكَ فَأَنْكَرَتْهُ عَلَيْهِ،

---

[1] قال الترمذی: " :"هَـذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَابْنُ خُثَيْمٍ هُوَ :عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، وَابْنُ سَابِطٍ هُوَ : عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَابِطٍ الجُمَحِيُّ المَكِّيُّ، وَحَفْصَةُ هِيَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ. وَيُرْوَى فِي سِمَامٍ وَاحِدٍ "

Idara Ghufran

وَقَالَتْ: إِنَّمَا كُنَّا نُؤْتٰى عَلٰى حَرْفٍ فَاصْنَعْ ذٰلِكَ وَإِلَّا فَاجْتَنِبْنِىْ، حَتّٰى شَرِىَ أَمْرُهُمَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ) أَىْ: مُقْبِلَاتٍ وَمُدْبِرَاتٍ وَمُسْتَلْقِيَاتٍ يَعْنِىْ بِذٰلِكَ مَوْضِعَ الْوَلَدِ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۱۶۴) [1]

ترجمہ: انصاری کا ایک بت پرست قبیلہ یہودیوں کے ساتھ رہتا تھا، یہودی اہل کتاب تھے، اور انصاری قبیلہ والے ان کو علم میں اپنے سے زیادہ جان کر اکثر معاملات میں ان کی پیروی کرتے تھے، اور اہل کتاب (یعنی یہودیوں) کا طریقہ تھا کہ وہ اپنی عورتوں سے صرف ایک طریقہ پر جماع (وصحبت) کرتے تھے (یعنی چت لٹا کر) اور یہ حالت عورت کے لیے زیادہ ستر (اور پردہ) کا ذریعہ ہوتی ہے، پس انصار کا یہ قبیلہ اس بات میں بھی یہودیوں کی پیروی کرتا تھا، اور قبیلہ قریش کے لوگ اپنی بیویوں کو طرح طرح سے برہنہ کرتے تھے، اور مختلف طریقوں سے جماع کی لذت اٹھاتے تھے، کبھی آگے کی طرف ہو کر اور کبھی پیچھے کی طرف ہو کر اور کبھی چت لٹا کر، جب مہاجرین (قریش کے مسلمان لوگ) مدینہ میں آئے، تو قریش میں سے ایک شخص نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا اور اپنے طریقہ کے مطابق اس سے جماع کرنا چاہا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارے ہاں صرف ایک ہی طریقہ پر جماع کیا جاتا ہے، پس تم بھی اسی طریقہ پر جماع کرو یا پھر مجھ سے علیحدگی اختیار کر لو، یہاں تک کہ ان کا معاملہ بہت بڑھ گیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ:

”نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ“

یعنی ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں پس تم آؤ اپنی کھیتی میں جیسے تم چاہو“

یعنی عورت کو سامنے کر کے یا پیچھے کی طرف ہو کر یا چت لٹا کر، مگر جماع اسی مقام سے کرو، جہاں سے بچہ پیدا ہوتا ہے (یعنی آگے والے مقام سے، جس کو فرج کہا جاتا ہے) (ابوداؤد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا سند حسن. وقد صرح محمد بن إسحاق بسماعه عند الحاكم (حاشية سنن ابى داؤد)

أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ) فِي أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِئْتِهَا عَلٰى كُلِّ حَالٍ إِذَا كَانَ فِي الْفَرْجِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۱۴) [1]

ترجمہ: (سورہ بقرہ کی) یہ آیت:

"نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ" یعنی "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں"

کچھ انصاری لوگوں کے بارے نازل ہوئی تھی، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اس کے متعلق سوال کیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب میں فرمایا تھا کہ تم اپنی بیوی کے پاس ہر طرح آ سکتے ہو بشرطیکہ جماع (وصحبت) فرج میں ہی کیا جائے (مسند احمد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

جَاءَ عُمَرُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ: وَمَا أَهْلَكَكَ؟ قَالَ: حَوَّلْتُ رَحْلِيَ اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، قَالَ: فَأُوحِيَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةُ (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ) أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ، وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۹۸۰) [2]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ کس چیز نے آپ کو ہلاک کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے آج رات اپنی سواری پھیر دی (یعنی میں نے اپنی بیوی سے پشت کی طرف سے فرج یعنی آگے والے مقام میں جماع کر لیا) تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، اور ان کو کوئی جواب نہیں دیا، پھر اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس آیت کی وحی نازل فرمائی کہ:

"نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ"

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لضعف رشدين بن سعد، وباقی رجاله ثقات رجال الصحيح غير حسان بن ثوبان، فقد روى له النسائی وابن ماجه، وهو صدوق (حاشية مسند احمد)

[2] قال الترمذی: " هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَيَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَشْعَرِيُّ هُوَ: يَعْقُوبُ الْقُمِّيُّ .

یعنی ’’تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں پس تم آؤ اپنی کھیتی میں جیسے تم چاہو‘‘

چاہے سامنے سے آؤ یا پیچھے سے، البتہ دُبر (یعنی پاخانے کی جگہ) میں اور حیض (کی حالت میں میں جماع) سے بچو (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کی فرج یعنی اگلے والے حصہ سے صحبت جس طرح بھی کی جائے، خواہ عورت کے سامنے ہوکر یا پیچھے ہوکر، یا چت لٹا کر، اس میں کوئی گناہ نہیں، اور اس سے اولاد کے بھینگا وغیرہ ہونے کا کوئی تعلق نہیں۔

اور مذکورہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے ساتھ جس طریقہ سے بھی صحبت کرنے کی جو اجازت ہے، وہ اجازت فرج یعنی عورت کے اگلے مقام کے ساتھ خاص ہے۔

کئی احادیث میں بھی عورت کے پیچھے یعنی پاخانہ والے مقام میں صحبت کرنے کی سخت ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُؤْتِى النِّسَاءُ فِىْ أَدْبَارِهِنَّ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحِىْ مِنَ الْحَقِّ (مسند احمد، رقم الحديث ٣٦) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں سے پیچھے والی جگہ (یعنی پاخانہ کے مقام) میں جماع کرنے سے منع فرمایا، پس بے شک اللہ حق بات سے حیا نہیں کرتا (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هِىَ اللُّوْطِيَّةُ الصُّغْرٰى، يَعْنِىْ الرَّجُلَ يَأْتِىْ اِمْرَأَتَهٗ فِىْ دُبُرِهَا (مسند احمد، رقم الحديث ٦٧٠٦) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوی سے پیچھے والے مقام میں جماع کرنا ’’لوطیہ صغریٰ‘‘ ہے (مسند احمد)

یعنی قومِ لوط پیچھے والے مقام سے لڑکوں کے ساتھ یہ عمل کیا کرتی تھی، جس پر اللہ کا غضب نازل ہوا، اور بیوی کے پیچھے والے مقام میں صحبت کرنا بھی اس کے مشابہ اور سخت گناہ والا عمل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَلْعُوْنٌ مَنْ أَتٰى اِمْرَأَتَهٗ فِىْ دُبُرِهَا (سنن ابى

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن، وقد اختلف فى رفعه ووقفه، والموقوف أصح (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

داؤد، رقم الحديث ٢١٦٢) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی سے پیچھے والے مقام میں جماع کرے، وہ ملعون ہے (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِيْ دُبُرِهَا (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ١٩٢٣، باب النهى عن اتيان النساء فى ادبارهن) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس آدمی کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرماتا، جو اپنی بیوی سے پیچھے والے مقام میں جماع کرے (ابنِ ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَتٰى حَائِضًا، أَوِ امْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ، فَقَدْ بَرِءَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (مسند احمد، رقم الحديث ٩٢٩٠) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرے، یا پیچھے والی جگہ (یعنی پاخانہ کے مقام میں) جماع کرے، یا کاہن (یعنی غیب کی باتیں بتلانے والے) کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے، تو وہ محمد پر نازل شدہ دین سے بری ہو گیا (مسند احمد)

پھر اس کے سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں فرمایا کہ:

”وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ“

”اور آگے بھیجو تم اپنے لئے، اور ڈرو تم اللہ سے اور جان لو کہ بے شک تم ملاقات کرنے والے ہو اس سے، اور خوشخبری سنا دیجئے مومنین کو“

اس کا مطلب یہ ہے کہ جماع و صحبت شریعت کے مطابق کرنے پر بہر حال تم اپنے آگے ثواب بھیجو گے،

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية سنن ابى داؤد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة الحارث بن مُخلَّد (حاشية سنن ابنِ ماجه)

[3] قال شعيب الارنؤوط: حديث محتمل للتحسين، وهذا إسناد ضعيف لانقطاعه (حاشية مسند احمد)

کیونکہ بیوی سے صحبت کرنا بھی باعثِ اجروثواب ہے،اوراولاد کا حصول بھی باعثِ اجروثواب ہے،اگرچہ وہ پیدا ہوکر فوت ہوجائے،اورزندہ رہ کر اولاد کا والدین کے لئے دعاء کرنا بھی بہترین نعمت ہے۔

تاہم جماع وصحبت میں شریعت کے حکم کی خلاف ورزی پر اللہ سے ڈرنا چاہئے،اوریقین رکھنا چاہئے کہ اللہ کے حضور پیشی ہوگی،پھر جومومن ومتقی ہوں گے،ان کو اجروانعام حاصل ہوگا،ان کے لئے اجروانعام اور جنت کی خوشخبری ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْأُجُوْرِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ أَمْوَالِهِمْ، قَالَ:أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُوْنَ؟ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةً، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ، وَفِيْ بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، قَالُوْا:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَيَأْتِيْ أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُوْنُ لَهُ فِيْهَا أَجْرٌ؟ قَالَ:أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهَا وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام میں سے کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مالدار لوگ ثواب لے گئے (یعنی وہ ثواب حاصل کرنے میں ہم سے آگے بڑھ گئے) وہ نماز پڑھتے ہیں،جیسا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں،اوروہ روزے رکھتے ہیں،جیسا کہ ہم روزے رکھتے ہیں،اوروہ اپنے زائد مالوں کا صدقہ کرتے ہیں (اور ہم مالدار نہ ہونے کی وجہ سے صدقہ کے ثواب سے محروم ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ نے تمہارے لئے وہ چیز نہیں رکھی،جس سے تم بھی صدقہ کرنے والے شمار ہوجاؤ،بے شک ہر تسبیح (یعنی سبحانَ اللہ) صدقہ ہے،اور ہر تکبیر (یعنی اللہ اکبر) صدقہ ہے،اور ہر تحمید (یعنی الحمدللہ) صدقہ ہے،اور ہر تہلیل (یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا) صدقہ ہے،اورامر بالمعروف صدقہ

---

[1] رقم الحديث ١٠٠٦ "٥٣" كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف.

ہے اور نہی عن المنکر صدقہ ہے، اور تمہارا(بیوی سے)صحبت کرنا صدقہ ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں کوئی اپنی(بیوی سے صحبت کرکے)شہوت پوری کرے، تو اس میں بھی اس کے لئے ثواب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ اگر وہ شہوت کو حرام جگہ استعمال کرتا، تو وہ اس کے لئے گناہ کا باعث ہوتا، پس اسی طرح اگر وہ اسے حلال جگہ(یعنی بیوی کے ساتھ)استعمال کرے گا، تو اس پر اس کو ثواب حاصل ہوگا(مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَـالَ:لَکَ فِىْ جِمَـاعِ زَوْجَتِکَ أَجْـرٌ،فَقِيْلَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِىْ شَهْوَةٍ يَكُوْنُ مِنْ أَجْرٍ؟ قَالَ:نَعَمْ أَرَأَيْتُ لَوْ كَانَ لَکَ وَلَـدٌ قَـدْ أَدْرَکَ، ثُـمَّ مَـاتَ أَكُـنْتَ مُحْتَسِبَهُ؟ قَالَ:نَعَمْ، قَالَ:أَنْتَ كُنْتَ خَـلَقْتَـهُ؟ قَـالَ:بَـلِ اللّٰـهُ خَـلَقَـهُ،قَـالَ:أَنْتَ كُنْتَ هَدَيْتَـهُ؟ قَـالَ:بَلِ اللّٰهُ هَـدَاهُ،قَـالَ:أَكُـنْتَ تَرْزُقُهُ؟ قَالَ:بَلِ اللّٰهُ كَانَ رَازِقَـهُ،قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ:فَضَعْهُ فِىْ حَلَالِهٖ وَجَنِّبْهُ حَرَامَهُ، وَأَقْرِرْهُ، فَإِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَحْيَاهُ وَإِنْ شَاءَ أَمَاتَـهُ وَلَکَ أَجْرٌ(صحیح ابنِ حبان)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کو اپنی بیوی کے ساتھ جماع(وصحبت)کرنے میں بھی اجروثواب حاصل ہوتا ہے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا شہوت پوری کرنے میں بھی اجروثواب حاصل ہوتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ کے اولاد ہو، اور وہ بڑی ہوجائے، اور پھر وہ فوت ہوجائے، تو کیا آپ اس کو اجروثواب کا ذریعہ نہیں سمجھتے؟ حضرت ابوذر نے جواب میں کہا کہ بے شک، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ نے اسے پیدا کیا ہے؟ حضرت ابوذر نے کہا کہ بلکہ اللہ نے اسے پیدا کیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ نے اس کو ہدایت کی ہے؟ حضرت ابوذر نے کہا کہ بلکہ اللہ نے اسے ہدایت

---

[1] رقم الحديث ٤١٩٢، كتاب النكاح، باب العزل.

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط مسلم(حاشية صحيح ابنِ حبان)

کی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ اس کو رزق دیتے ہیں؟ حضرت ابوذر نے جواب میں کہا کہ بلکہ اللہ اس کو رزق دینے والا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنی شہوت کو حلال جگہ پوری کیجئے، اور حرام سے بچایئے، اور اسی پر قائم رہئے، پھر اگر اللہ چاہے گا تو اس کو زندہ فرمادے گا، اور اگر چاہے گا تو اس کو وفات دے دے گا، اور آپ کو بہرحال اجروثواب حاصل ہوگا (ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ بیوی سے صحبت کرنا بھی اجروثواب کا ذریعہ ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ أَحَدَھُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ یَّأْتِیَ أَھْلَہٗ قَالَ: بِاسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَإِنَّہٗ إِنْ یُّقَدَّرْ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَضُرَّہٗ شَیْطَانٌ أَبَدًا (بخاری، رقم الحدیث ٦٣٨٨)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی سے صحبت کرنے کا ارادہ کرے تو یہ دعاء کرے کہ:

بِسْمِ اللّٰہِ. اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ. وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

یعنی ''اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہم کو شیطان سے محفوظ رکھیے، اور جو آپ ہمیں رزق (یعنی اولاد) عطا فرمائیں، اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھیے''

(تو اس دعا کی برکت سے) اگر ان کے یہاں بچہ پیدا ہوگا، تو شیطان اس کو کبھی نقصان نہ پہنچا سکے گا (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کا حصول رزق کی حیثیت رکھتا ہے، جو کہ نعمت ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خَیْرُ مَا یُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِہٖ ثَلَاثٌ: وَلَدٌ صَالِحٌ یَدْعُوْ لَہٗ، وَصَدَقَۃٌ تَجْرِیْ یَبْلُغُہٗ أَجْرُھَا، وَعِلْمٌ یُعْمَلُ بِہٖ بَعْدَہٗ (سنن ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ٢٤١) [1]

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: إسنادہ صحیح (حاشیۃ ابنِ ماجہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اپنے پیچھے (دنیا میں) جو چھوڑ جائے، اس میں بہترین چیزیں تین ہیں، ایک نیک اولاد جو اس کے لیے دعاء کرتی رہے، دوسرے صدقہ جاریہ جس کا اجر اس کو ملتا رہے، تیسرے علم جس پر اس کے بعد عمل ہوتا رہے (ابنِ ماجہ)

اس سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد، صدقۂ جاریہ ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُوْلُ: إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا (بخاری، رقم الحدیث ٦٥٢٥)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک تم اللہ سے ننگے پیر اور ننگے جسم اور بغیر ختنہ کئے ہوئے ملنے والے ہو (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر انسان اللہ کے سامنے ایسی حالت میں حاضر ہوگا، جس حالت میں عادتاً پیدا ہوتا ہے، اس لئے آخرت کی پیشی وحاضری سے ڈرنا چاہئے۔

Idara Ghufran

اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن

شادی کو سادی بنایئے

نکاح کی فضیلت واہمیت، نکاح کے فرض، سنت اور حرام وغیرہ ہونے کی صورتیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے مسنون ومستحب نکاح کے نمونے
شادی کو آسان اور سادی بنانے کا حکم اور اس کا طریقہ
شادی کو سادی بنانے کے دنیوی اور اخروی فوائد ونتائج
کبر وعُجب، ریا کاری، نمود ونمائش اور اسراف پر مشتمل رسموں کی
دنیوی واُخروی تباہ کاریاں، اور ان کا نعم البدل
منگنی، نکاح، مہر، ولیمہ اور جہیز کا مدلَّل ومفصَّل حکم

مصنّف

مفتی محمد رضوان

قرائت، شعر، سماع اور موسیقی کا حکم

قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں
تفریح اور اس کی حدود، قرآن مجید کی تلاوت، قرائت اور سماعت
شعر سازی اور شعر گوئی، محفلِ حمد ونعت اور حسنِ قرائت اور سماع وقوالی کا حکم
اور موسیقی (Music) اور گانے (Song) کا شرعی حکم
شعر وشاعری اور گانے بجانے اور موسیقی سے متعلق مختلف شرعی احکام
اس سلسلہ میں پیش کئے جانے والے مختلف شبہات کا منصفانہ جائزہ۔
مستند مراجع وحوالوں کے ساتھ

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اضافہ واصلاح شدہ چوتھا ایڈیشن

شعبان وشبِ براَت کے فضائل واحکام

اس کتاب میں اسلامی سال کے آٹھویں مہینے ''شعبانُ المُعَظَّم'' سے متعلق فضائل ومسائل اور منکرات ومفاسد کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ ''شبِ براَت'' کے بارے میں افراط وتفریط سے بچتے ہوئے اہل السنۃ والجماعۃ کے معتدل نظریہ کو دلائل کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے اور اس بارے میں علمی وعملی، فکری ونظریاتی بے اعتدالیوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ آخر میں اس مہینے میں واقع ہونے والے بعض اہم تاریخی واقعات کو بھی درج کر دیا گیا ہے۔

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

تاریخ ومشائخِ تصوف

زمانہ خیر القرون سے لے کر فتنہ تا تار اور اس کے بعد کے ادوار تک
عہد بہ عہد تصوف کے ادارہ کی سرگزشت اور اس کے نشیب وفراز پر تبصرہ
ہر صدی کے نامور مشائخِ تصوف وکتبِ تصوف کا تذکرہ
اہل السنۃ والجماعۃ کے چاروں سلاسلِ تصوف کے بانی مشائخ کی سوانح
اور چاروں سلسلوں کے شجرہائے نسبت
مولانا روم کی سوانح اور مثنوی روم کا جائزہ اور مثنوی سے منتخب اشعار کی تشریح
اللہ والوں کی موت وآخرت کے متعلق فکرمندی کے واقعات

مصنف

مفتی محمد امجد حسین

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

خوارج اور قرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت

(قسط3)

(28)......حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَـدِمَ أَبُـو ذَرٍّ عَلٰى عُثْمَانَ مِنَ الشَّامِ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اِفْتَحِ الْبَابَ حَتّٰى يَدْخُلَ النَّاسُ، أَتَحْسِبُنِىْ مِنْ قَوْمٍ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ عَلٰى فُوْقِهِ، هُـمْ شَـرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ، وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنِىْ أَنْ أَقْعُدَ، لَمَا قُـمْـتُ، وَلَـوْ أَمَرْتَنِىْ أَنْ أَكُوْنَ قَائِمًا، لَقُمْتُ مَا أَمْكَنَتْنِىْ رِجْلَاىَ، وَلَوْ رَبَطْتَنِىْ عَلٰى بَعِيرٍ لَمْ أُطْلِقْ نَفْسِىْ حَتّٰى تَكُوْنَ أَنْتَ الَّذِىْ تُطْلِقُنِىْ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَـهُ أَنْ يَّأْتِىَ الرَّبَذَةَ، فَـأَذِنَ لَهٗ، فَأَتَاهَا، فَإِذَا عَبْدٌ يَؤُمُّهُمْ، فَقَالُوْا: أَبُوْ ذَرٍّ، فَنَكَصَ الْعَبْدُ، فَقِيْلَ لَـهٗ: تَـقَـدَّمْ، فَـقَـالَ: أَوْصَـانِىْ خَلِيْلِىْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ:أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيْـعَ وَلَـوْ لِعَبْدٍ حَبَشِيٍّ مُجَدَّعِ الْأَطْرَافِ، وَإِذَا صَنَعْتَ مَرَقَةً، فَأَكْثِرْ مَاءَ هَا، ثُـمَّ انْـظُـرْ جِيْرَانَكَ، فَأَنِلْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوْفٍ، وَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَتَيْتَ الْإِمَـامَ وَقَـدْ صَلّٰى كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ، وَإِلَّا فَهِىَ لَكَ نَافِلَةٌ (صحيح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف

---

[1] رقم الحديث ٥٩٦٤، باب ما جاء فى الفتن.

قال شعيب الارنؤوط:

إسـناده صـحـيـح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير عبد الله بن الصامت، فمن رجال مسلم (حاشية صحيح ابنِ حبان)

Idara Ghufran

لائے، اورانہوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! دروازہ کھول دیجئے، تا کہ لوگ اندر تشریف لے آئیں، کیا آپ مجھے ایسی قوم کا آدمی سمجھتے ہیں، جو قرآن کو پڑھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، اور وہ لوگ دین سے اس طریقہ سے نکل جائیں گے، جس طریقہ سے تیر شکار سے آر پار نکل جاتا ہے، پھر وہ دین کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے، یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ لوٹ کر نہ آجائے (یعنی جس طرح تیر کا واپس لوٹنا ممکن نہیں ہے، اسی طرح ان کا دین کی طرف واپس لوٹنا ممکن نہیں ہوگا) وہ لوگوں اور مخلوق میں سب سے بدتر لوگ ہوں گے۔

اور (پھر حضرت ابوذر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں ان خارجی لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جو امیر المؤمنین کی اطاعت نہیں کرتے) قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر آپ مجھے بیٹھنے کا حکم دیں گے، تو میں کھڑا نہیں ہوں گا، اور اگر آپ مجھے کھڑے ہونے کا حکم دیں گے، تو جب تک میرے پیروں میں طاقت ہوگی میں کھڑا رہوں گا، اور اگر آپ مجھے اونٹ پر باندھ دیں گے، تو میں اپنے آپ کو نہیں کھولوں گا، جب تک کہ آپ مجھے نہ کھول دیں۔

پھر حضرت ابوذر نے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ''ربذۃ'' مقام پر جانے کی اجازت طلب کی، ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (وہاں جانے کی) اجازت دے دی، وہ ''ربذۃ'' مقام پر جس وقت پہنچے، تو وہاں ایک غلام لوگوں کی نماز میں امامت کر رہا تھا، لوگوں نے کہا کہ حضرت ابوذر آ گئے، تو وہ غلام پیچھے ہٹ گیا۔

پھر حضرت ابوذر سے کہا گیا کہ آپ آگے بڑھ جایئے، تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی تھی، ایک تو یہ کہ میں (اپنے حکمران وامیر کی) بات سنوں، اور اطاعت کروں (اور اس کو اپنا حکمران تسلیم کروں) اگرچہ (وہ حکمران) حبشی غلام ہاتھ پاؤں کٹا ہوا ہی کیوں نہ ہو، اور دوسرے یہ کہ آپ جب شوربا بناؤ، تو اس میں زیادہ پانی ڈال لو، پھر اپنے پڑوسی کو دیکھو، اور اس میں سے ضرورت مند پڑوسیوں کو اچھے طریقہ سے دے دو، اور نماز کو اپنے وقت پر پڑھو، پھر اگر حکمران

کے پاس آ جاؤ، اور وہ نماز پڑھ چکا ہے، تو تم اپنی نماز کو پہلے پڑھ چکے ہو، ورنہ وہ تیرے لئے نفل نماز ہوجائے گی (مگر حکمران سے کوئی تعرض اور چھیڑ چھاڑ نہ کرو) (ابنِ حبان)

خارجی لوگ مسلمان حکمرانوں کی اطاعت سے خروج اختیار کرتے ہیں، بلکہ وہ مسلمان حکمرانوں کے خلاف جنگ وقتال کرتے ہیں، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابلہ میں حکمران کی اطاعت کی حدیث سنائی، اگرچہ وہ ادنیٰ غلام ہی کیوں نہ ہو، جس سے خارجیوں کے طرزِ عمل کی واضح طور پر تردید ہوگئی۔

نیز اس روایت سے خوارج کی مذمت اور امیر (مسلمان حاکم) کی اطاعت کی اہمیت وتاکید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اس پر بھرپور اہتمام کے ساتھ عمل درآمد کرنے سے معلوم ہوتی ہے، خلیفۂ وقت کے حکم سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بلاچوں وچرا مدینۃ الرسول سے نکل کر مقام ''ربذہ'' پر منتقل ہونا جو مشہور واقعہ ہے، اس حدیث میں اس کا بھی ذکر ہے۔ [1]

---

[1] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق حکمرانوں کی بھی جائز کاموں میں اطاعت کا حکم دیا ہے۔

عن أبی سلام، قال قال حذیفة بن الیمان :قلت :یا رسول الله، إنا کنا بشر، فجاء الله بخیر، فنحن فیه، فهل من وراء هذا الخیر شر؟ قال :نعم، قلت :هل وراء ذلک الشر خیر؟ قال :نعم، قلت :فهل وراء ذلک الخیر شر؟ قال :نعم، قلت :کیف؟ قال :یکون بعدی أئمة لا یهتدون بهدای، ولا یستنون بسنتی، وسیقوم فیهم رجال قلوبهم قلوب الشیاطین فی جثمان إنس، قال : قلت :کیف أصنع یا رسول الله، إن أدرکت ذلک؟ قال :تسمع وتطیع للأمیر، وإن ضرب ظهرک، وأخذ مالک، فاسمع وأطع(مسلم، رقم الحدیث ۱۸۴۷"۵۲")

عن عدی بن حاتم، قال :قلنا :یا رسول الله لا نسألک عن طاعة من اتقی، ولکن من فعل وفعل، فذکر الشر، فقال :اتقوا الله، واسمعوا وأطیعوا(السنة لابنِ ابی عاصم، رقم الحدیث ۱۰۶۹ ،المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۲۴۰)

قال الالبانی:حدیث صحیح ورجال إسناده رجال الشیخین غیر عثمان بن قیس وهو ابن محمد بن الأشعث الکندی فهو مجهول أورده ابن أبی حاتم ۳/۱/۱۶۵بروایة حفص هذا عنه .ولم یزد.وأبوه قیس بن محمد لم یوثقه غیر ابن حبان وأحادیث الباب تشهد له ...(ظلال الجنة فی تخریج السنة لابنِ ابی عاصم)

عن ابن عباس، عن النبی صلی الله علیه وسلم، قال :من کره من أمیره شیئا فلیصبر، فإنه من خرج من السلطان شبرا مات میتة جاهلیة(بخاری، رقم الحدیث ۷۰۵۳، مسلم، رقم الحدیث ۱۸۴۹"۵۶")

عن هشام، قال :سمعت أنس بن مالک رضی الله عنه، یقول :قال النبی صلی الله علیه وسلم للأنصار :إنکم ستلقون بعدی أثرة، فاصبروا حتی تلقونی وموعدکم الحوض (بخاری، رقم الحدیث ۳۷۹۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(29)......حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا خَرَجَتِ الْخَوَارِجُ بِالنَّهْرَوَانِ قَامَ عَلِيٌّ فِيْ أَصْحَابِهٖ، فَقَالَ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ قَدْ سَفَكُوْا الدَّمَ الْحَرَامَ، وَأَغَارُوْا فِيْ سَرْحِ النَّاسِ، وَهُمْ أَقْرَبُ الْعَدُوِّ إِلَيْكُمْ، وَأَنْ تَسِيْرُوْا إِلٰى عَدُوِّكُمْ أَنَا أَخَافُ أَنْ يَّخْلُفَكُمْ هٰؤُلَاءِ فِيْ أَعْقَابِكُمْ ، إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: تَخْرُجُ خَارِجَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ، لَيْسَ صَلَاتُكُمْ إِلٰى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صِيَامُكُمْ إِلٰى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا قِرَاءَتُكُمْ إِلٰى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ، يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُوْنَ أَنَّهٗ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيْهِمْ رَجُلًا لَهٗ عَضُدٌ وَلَيْسَ لَهَا ذِرَاعٌ، عَلَيْهَا مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ، عَلَيْهَا شَعَرَاتٌ بِيْضٌ، لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِيْنَ يُصِيْبُوْنَهُمْ مَا لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ لَاتَّكَلُوْا عَلَى الْعَمَلِ، فَسِيْرُوْا عَلٰى اسْمِ اللّٰهِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ (مسند احمد، رقم الحديث ٧٠٦) [1]

ترجمہ: جب نہروان (کے علاقہ) میں خوارج (یعنی خارجیوں) نے خروج کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق (مسلمانوں کا) خون بہایا ہے، لوگوں کے مال مویشی کو لوٹا ہے، اور یہ تمہارے قریب ترین دشمن ہیں (کیونکہ ہمارے اندر ہی رہتے بستے ہیں، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے یہ بدترین حرکت کرتے ہیں) اگر تم اپنے دشمنوں کی طرف کوچ کرو (اور ان کو ویسے ہی چھوڑ دو گے تو) مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ پیچھے سے تم پر نہ آ پڑیں اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن حذيفة رضى الله عنه، قال : كيف بكم إذا سئلتم الحق فأعطيتموه، وإذا سألتم حقكم فمنعتموه قالوا :نصبر، قال :دخلتموها ورب الكعبة(رقم الحديث ٨٤٦٢، مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ٣٨٣١٤)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه.

وقال الذهبى: على شرط البخارى ومسلم.

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده قوى (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک ایسا گروہ ظاہر ہوگا، جس کی نمازوں کے سامنے تمہاری نمازوں کی بظاہر کوئی وقعت نہ ہوگی، جن کے روزوں کے سامنے تمہارے روزوں کی کوئی وقعت نہ ہوگی، جن کی تلاوت کے سامنے تمہاری تلاوت کی کچھ وقعت نہ ہوگی، وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہوں گے کہ اس پر انہیں ثواب ملے گا، حالانکہ وہ ان کے لیے باعثِ عذاب ہوگا، کیونکہ وہ قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار سے آر پار ہوکر نکل جاتا ہے اوران کی علامت یہ ہوگی کہ ان میں ایک ایسا آدمی بھی ہوگا، جس کا بازو تو ہوگا، لیکن کہنی نہ ہوگی، اس کے ہاتھ پر عورت کی چھاتی کی گھنڈی جیسا نشان ہوگا، جس کے اردگرد سفید رنگ کے کچھ بالوں کا گچھا ہوگا، اگر کسی ایسے لشکر کو جوان پر حملہ آور ہو، اس ثواب کا پتہ چل جائے جوان کے نبی کی زبانی ان سے بیان کیا گیا ہے، تو وہ (اس ثواب کی اہمیت کی خاطر) صرف اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں، اس لئے اللہ کا نام لے کر (ان سے قتال کرنے کے لئے) روانہ ہوجاؤ، پھر آگے لمبا واقعہ اس میں مذکور ہے (مسند احمد)

وہ لوگ بظاہر دیندار تھے، لیکن مسلمانوں کے خلاف خروج اختیار کر رہے تھے، اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کے فساد وفتنہ برپا کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے متعلق حدیث سننے کی وجہ سے ان سے قتال کے لئے لوگوں کو آمادہ کیا۔

(30)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَیَأْتِیْ عَلٰی أُمَّتِیْ زَمَانٌ تَکْثُرُ فِیْہِ الْقُرَّاءُ، وَتَقِلُّ الْفُقَھَاءُ وَیُقْبَضُ الْعِلْمُ، وَیَکْثُرُ الْھَرْجُ قَالُوْا: وَمَا الْھَرْجُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: اَلْقَتْلُ بَیْنَکُمْ، ثُمَّ یَأْتِیْ بَعْدَ ذٰلِکَ زَمَانٌ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ رِجَالٌ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ، ثُمَّ یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ زَمَانٌ یُجَادِلُ الْمُنَافِقُ الْکَافِرُ الْمُشْرِکُ بِاللّٰہِ الْمُؤْمِنَ بِمِثْلِ مَا یَقُوْلُ (مستدرک حاکم) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۸۴۱۲، کتاب الفتن والملاحم.

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الإسناد، ولم یخرجاہ (مستدرک حاکم)

و قال الذھبی فی التلخیص: صحیح.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ آئے گا، جس میں ’’قرّاء‘‘ (یعنی قرآن کی قرائت کرنے والے تعداد میں) بہت ہوں گے، مگر’’ فقہاء‘‘ (یعنی شرعی احکام کی سمجھ رکھنے والے تعداد میں) کم ہوں گے، اور علم کا قحط ہوجائے گا، اور ہرج کی کثرت ہوجائے گی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہرج کیا ہوگا؟ فرمایا کہ آپس میں قتل وقتال کرنا، پھر اس کے بعد ایک اور زمانہ آئے گا جس میں میری امت کے ایسے لوگ قرآن پڑھیں گے، جن کے حلق سے نیچے قرآن نہیں اُترے گا، پھر ایک اور زمانہ آئے گا جس میں منافق، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا کافر شخص، ایمان والے شخص سے جھگڑا کرے گا (حاکم)

(31)......حضرت عمیر بن اسحاق سے روایت ہے کہ:

ذَكَرُوا الْخَوَارِجَ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۳۹۰۴۰، کتاب الجمل، باب ما ذکر فی الخوارج)

ترجمہ: لوگوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے خوارج (یعنی خارجیوں) کا ذکر کیا، تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خوارج (یعنی خارجی لوگ) مخلوق میں بدترین لوگ ہیں (ابنِ ابی شیبہ)

(32)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ (سنن ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک قوم پیدا ہوگی، جو نوعمر اور کم عقل ہوں گے، قرآن پڑھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یہ لوگ بظاہر خیر والی بات کہیں گے (لیکن (دین سے آناً فاناً) اس طرح نکل جائیں گے، جیسے

---

[1] رقم الحدیث ۲۱۸۸، ابواب الفتن، باب فی صفة المارقة.

قال الترمذی: وفی الباب عن علی، وأبی سعید، وأبی ذر وهذا حدیث حسن صحیح .

تیر شکار سے (آر پار ہوکر) نکل جاتا ہے(ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ خارجی لوگ نوجوان اور کم عقل قسم کے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے، لیکن قرآن حلق سے نیچے اثر انداز نہ ہوگا، اور بظاہر چکنی چپڑی باتیں کریں گے، جن سے کم علم اور جذباتی نوجوان متاثر ہوں گے۔ اوران کے اکسانے پر مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے، اور وہ لوگ دین سے بڑی جلدی نکل جائیں گے۔

(33)......حضرت ابوخالد سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فُلَانٌ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ رَاكِعٌ وَيَقْرَأُ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنَّ رِجَالًا يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، فَإِذَا دَخَلَ فِي الْقَلْبِ فَرَسَخَ فِيْهِ نَفَعَ(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۹۳۴۱، ج۹ص۲۶۹) [1]

ترجمہ: ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے ابوعبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن مسعود)! فلاں آدمی قرآن پڑھتا ہے اور سجدے کی حالت میں بھی قرآن پڑھتا ہے، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعض لوگ قرآن پڑھتے ہیں، مگر قرآن ان کے حلق سے نہیں اترتا، پس قرآن جب دل میں داخل ہوتا ہے، اور پھر اس میں راسخ ہوجاتا ہے، تو نفع پہنچاتا ہے(طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ قرآن کی اصل خاصیت یہ ہے کہ جب اس کی قرائت کی جاتی ہے، تو وہ دل میں اثر اور گھر کرلیتا ہے، مگر بعض لوگ ظاہری طور پر تو قرائت کرتے ہیں، اور قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا، اوران کے دل میں اثر نہیں کرتا، جیسا کہ خوارج۔

(34)......حضرت عمرو بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَجْلِسُ عَلٰى بَابِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ ، فَإِذَا خَرَجَ مَشَيْنَا مَعَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ ، فَجَاءَ نَا أَبُوْ مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ فَقَالَ :أَخَرَجَ إِلَيْكُمْ أَبُوْ عَبْدِ

---

[1] قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الكبير ورجاله رجال الصحيح إلا أن أبا خالد لم أجد من ترجمه(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۷۸۷)

الرَّحْمٰنِ بَعْدُ؟ قُلْنَا: لَا ، فَجَلَسَ مَعَنَا حَتّٰی خَرَجَ ، فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا إِلَیْهِ جَمِیْعاً ، فَقَالَ لَهٗ أَبُوْ مُوسٰی: یَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنِّیْ رَأَیْتُ فِی الْمَسْجِدِ آنِفاً أَمْراً أَنْکَرْتُهٗ ، وَلَمْ أَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ إِلَّا خَیْرًا .قَالَ: فَمَا هُوَ؟ فَقَالَ: إِنْ عِشْتَ فَسَتَرَاهُ،قَالَ رَأَیْتُ فِی الْمَسْجِدِ قَوْماً حِلَقاً جُلُوْساً یَنْتَظِرُوْنَ الصَّلَاةَ ، فِیْ کُلِّ حَلْقَةٍ رَجُلٌ ، وَفِیْ أَیْدِیْهِمْ حَصًی فَیَقُوْلُ: کَبِّرُوْا مِائَةً ، فَیُکَبِّرُوْنَ مِائَةً ، فَیَقُوْلُ: هَلِّلُوْا مِائَةً ، فَیُهَلِّلُوْنَ مِائَةً ، وَیَقُوْلُ: سَبِّحُوْا مِائَةً فَیُسَبِّحُوْنَ مِائَةً.

قَالَ: فَمَاذَا قُلْتَ لَهُمْ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ لَهُمْ شَیْئاً انْتِظَارَ رَأْیِکَ أَوِ انْتِظَارَ أَمْرِکَ.

قَالَ: أَفَلَا أَمَرْتَهُمْ أَنْ یَعُدُّوْا سَیِّئَاتِهِمْ وَضَمِنْتَ لَهُمْ أَنْ لَّا یَضِیْعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ،ثُمَّ مَضٰی وَمَضَیْنَا مَعَهٗ حَتّٰی أَتٰی حَلْقَةً مِنْ تِلْکَ الْحِلَقِ ، فَوَقَفَ عَلَیْهِمْ فَقَالَ: مَا هٰذَا الَّذِیْ أَرَاکُمْ تَصْنَعُوْنَ؟ قَالُوْا: یَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَصًی نَعُدُّ بِهِ التَّکْبِیْرَ وَالتَّهْلِیْلَ وَالتَّسْبِیْحَ،قَالَ: فَعُدُّوْا سَیِّئَاتِکُمْ فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَّا یَضِیْعَ مِنْ حَسَنَاتِکُمْ شَیْءٌ ، وَیْحَکُمْ یَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَسْرَعَ هَلَکَتَکُمْ ، هٰؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُوْنَ وَهٰذِهٖ ثِیَابُهٗ لَمْ تَبْلَ وَآنِیَتُهٗ لَمْ تُکْسَرْ ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ فِیْ یَدِهٖ إِنَّکُمْ لَعَلٰی مِلَّةٍ هِیَ أَهْدٰی مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ، أَوْ مُفْتَتِحِیْ بَابِ ضَلَالَةٍ،قَالُوْا: وَاللّٰهِ یَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَیْرَ،قَالَ: وَکَمْ مِنْ مُّرِیْدٍ لِلْخَیْرِ لَنْ یُصِیْبَهٗ ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّ قَوْماً یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ ، وَایْمُ اللّٰهِ مَا أَدْرِیْ لَعَلَّ أَکْثَرَهُمْ مِنْکُمْ،ثُمَّ تَوَلّٰی عَنْهُمْ ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَلْمَةَ: رَأَیْنَا عَامَّةَ أُولٰئِکَ الْحِلَقِ یُطَاعِنُوْنَا یَوْمَ النَّهْرَوَانِ مَعَ الْخَوَارِجِ(سنن الدارمی) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۲۱۰، المقدمة،باب فی کراهیة اخذالرأی.

قال حسین سلیم اسد الدارانی:إسناده جید(حاشیة سنن الدارمی)

وقال الالبانی:

قلت :و السیاق للدارمی و هو أتم ,إلا أنه لیس عنده فی متن الحدیث " :یمرقون ...من الرمیة . "و هذا إسناد صحیح ,إلا أن قوله " :عمر بن یحیی "أظنه خطأ من النساخ ,و

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: ہم فجر کی نماز سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھتے تھے، جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر سے تشریف لاتے تو ہم ان کے ساتھ (فجر کی نماز کے لئے) مسجد جایا کرتے تھے، اسی دوران ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ کیا ابوعبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) آپ کی طرف تشریف لے آئے؟ ہم نے کہا کہ نہیں، تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نکلنے تک ہمارے ساتھ بیٹھ گئے، پھر جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، تو ہم سب ان کی طرف کھڑے ہوگئے، پھر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن میں نے ابھی مسجد میں ایک ایسی بات دیکھی ہے، جو میں نے اوپری (یعنی اجنبی) سمجھی (کیونکہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے ثابت نہیں) اورالحمدللہ میری نیت خیراور بھلائی یعنی اصلاح کی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصواب " :عمرو بن يحيى , "و هو عمرو بن يحيى بن عمرو بن سلمة ابن الحارث الهمداني .كذا ساقه ابن أبي حاتم في كتابه "الجرح و التعديل(٣/١/٢٦٩) "و ذكر في الرواة عنه جمعا من الثقات منهم ابن عيينة ,و روى عن ابن معين أنه قال فيه " :صالح . "و هكذا ذكره على الصواب في الرواة عن أبيه ,فقال(٤/٢/١٧٦) " يحيى بن عمرو بن سلمة الهمداني ,و يقال :الكندي .روى عن أبيه روى عنه شعبة و الثوري و المسعودي و قيس بن الربيع و ابنه عمرو بن يحيى . "و لم يذكر فيه جرحا و لا تعديلا ,و يكفي في تعديله رواية شعبة عنه ,فإنه كان ينتقي الرجال الذين كانوا يروي عنهم ,كما هو مذكور في ترجمته ,و لا يبعد أن يكون في "الثقات "لابن حبان ,فقد أورده العجلي في "ثقاته "و قال " :كوفي ثقة " .و أما عمرو بن سلمة ,فثقة مترجم في "التهذيب "بتوثيق ابن سعد ,و ابن حبان(١٧٢/٥)و فاته أن العجلي قال في "ثقاته(٣٦٤/١٢٦٣) " : "كوفي تابعي ثقة . "و قد كنت ذكرت في "الرد على الشيخ الحبشي "(ص٤٥) أن تابعي هذه القصة هو عمارة بن أبي حسن المازني ,و هو خطأ لا ضرورة لبيان سببه ,فليصحح هناك .و للحديث طريق أخرى عن ابن مسعود في "المسند(١/٤٠٤) "و فيه الزيادة ,و إسنادها جيد ,و قد جاء ت أيضا في حديث جمع من الصحابة خرجها مسلم في "صحيحه(٣/١٠٩ـ١١٧) "و إنما عنيت بتخريجه من هذا الوجه لقصة ابن مسعود مع أصحاب الحلقات ,فإن فيها عبرة لأصحاب الطرق و حلقات الذكر على خلاف السنة ,فإن هؤلاء إذا أنكر عليهم منكر ما هم فيه اتهموه بإنكار الذكر من أصله(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٠٠٥)

Idara Ghufran

کیابات ہے؟

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی زندگی رہی تو آپ بھی جلد ہی دیکھ لیں گے، وہ یہ ہے کہ میں نے مسجد میں لوگوں کو نماز کے انتظار میں اس حال میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے حلقے بنا رکھے ہیں اور ہر حلقے میں ایک آدمی ہے اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں اور وہ شخص کہتا ہے کہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہو تو لوگ سو مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہیں، پھر وہ کہتا ہے کہ سو مرتبہ لَاإِلٰـهَ إِلَّا الله کہو تو وہ سو مرتبہ لَاإِلٰـهَ إِلَّا الله کہتے ہیں، پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ سُبۡحَانَ الله کہو تو وہ سو دفعہ سُبۡحَانَ الله پڑھتے ہیں۔

اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ پھر آپ نے ان لوگوں کو کیا کہا؟

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے آپ کی رائے یا آپ کے حکم کے انتظار میں کچھ نہیں کہا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے انہیں یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ وہ (موجودہ طرزِ عمل یعنی اس طرح تسبیح کرنے کے بجائے) اپنے گناہ شمار کریں اور آپ نے ان کو یہ ضمانت کیوں نہ دی کہ (اپنے گناہ شمار کرنے کی صورت میں) ان کی کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چلے اور ہم بھی ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ان حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہوئے، پھر ان سے فرمایا کہ میں تمہیں کیا کرتے دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کنکریاں ہیں جن پر تکبیر، تہلیل اور تسبیح شمار کر کے پڑھ رہے ہیں (اور ہم کوئی گناہ والا کام نہیں کر رہے) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنے گناہوں کو شمار کرو، اور میں ضمانت دیتا ہوں کہ اس صورت میں تمہاری کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ اے امتِ محمد! تم پر افسوس ہے کہ کتنی جلدی تمہاری بربادی ہوگئی، کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ صحابہ کثیر تعداد میں موجود ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برتن ابھی نہیں ٹوٹے (اور تم اتنی جلدی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے طریقہ سے ہٹ گئے) قسم

ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یا تو تم ایسے طریقے پر ہو جس میں (نعوذ باللہ تعالیٰ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے زیادہ ہدایت ہے (کیونکہ یہ طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے ہٹ کر ہے) یا پھر تم لوگ گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو (کیونکہ یہ عمل بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے) انہوں نے جواب میں کہا کہ اے عبداللہ بن مسعود! اللہ کی قسم، ہم نے تو فقط خیر کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کتنے ہی خیر کا ارادہ کرنے والے ایسے ہیں جن کو ہرگز خیر حاصل نہیں ہوتی (لہٰذا تمہارا خیر کا ارادہ کرنے سے یہ بدعت والا کام ثواب کا شمار نہیں ہوگا)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا تھا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے آگے نہیں جائے گا (اس لئے ان کے حق میں یہ قرآن پڑھنا، جو کہ کارِ خیر ہے، ہدایت کا ذریعہ نہیں ہوگا) اور اللہ کی قسم میں نہیں جانتا شاید کہ ان کی اکثریت تم ہی لوگوں میں سے ہو۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس سے چلے گئے۔ حضرت عمرو بن سلمہ (اس روایت کے راوی) فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ ان حلقوں کی اکثریت خوارج کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف جنگِ نہروان میں لڑ رہی تھی (دارمی)

یہ لوگ جو اجتماعی انداز میں مسجد میں ذکر کر رہے تھے، ان کے طرزِ عمل کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بدعت قرار دیا، اور پھر بالآخر یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک پائے گئے، جس سے معلوم ہوا کہ خارجیوں کے ظاہری دین سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ [1]

---

[1] اگر کوئی کسی اجتماعی یا دوسری قید کے بغیر تسبیح لیکر ذکر کرے، اس کی ممانعت نہیں۔

Idara Ghufran

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ملفوظات

دین کے جملہ شعبوں کے تعارف ومناسبت کی ضرورت

(11 جنوری 2016)

فرمایا کہ انسان کو دین کے سب شعبوں سے کم از کم علمی وتعارفی درجہ میں وابستگی اور مناسبت ہونی چاہئے، ورنہ غلو اور بے اعتدالی پیدا ہو جاتی ہے۔

چنانچہ جو حضرات دین کے کسی ایک شعبہ سے وابستہ ہو کر دوسرے شعبوں سے ناواقف رہتے ہیں، وہ طرح طرح کی بے اعتدالیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ ان کی طرف سے دین کے دوسرے شعبوں کی نفی یا ان شعبوں کی تحقیر وتخفیف کی بھی نوبت آنے لگتی ہے۔

چنانچہ آج کل اس بات کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ مثلاً کسی شخص کی صرف جہاد کے مخصوص شعبہ سے وابستگی ہو جاتی ہے، تو وہ جہاد کو ہی سب کچھ سمجھنے لگتا ہے، اور باقی شعبوں کو نظر انداز کر کے غلو یا ان کی نفی کا مرتکب ہوتا ہے۔

اسی طرح کسی شخص کی صرف دعوت وتبلیغ کے کسی مخصوص شعبہ سے وابستگی ہو جاتی ہے، تو وہ تعلیم وتعلم اور جہاد اور تصوف وطریقت کے شعبوں کو نظر انداز کرنے لگتا ہے، اور بعض اوقات ان کی نفی کے بھی درپے ہو جاتا ہے، اس کی وجہ کم علمی کے ساتھ ساتھ دین کے صرف ایک شعبہ کے ساتھ وابستگی ہوتی ہے۔

بلکہ اس کا نتیجہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس شعبہ سے وابستگی ہوتی ہے، اس شعبہ میں بھی طرح طرح کی کوتاہیاں کرتا ہے، مثلاً جہاد کے بجائے فساد، بدامنی اور مسلمانوں کے ساتھ قتل وقتال کا مرتکب ہونا، دعوت وتبلیغ کے عنوان سے شریعت کے متعدد احکام اور حقوق العباد وغیرہ کی خلاف ورزی کرنا، تصوف وطریقت کے عنوان سے مختلف بدعات کا ارتکاب کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کے غلو وبے اعتدالی سے نجات کا طریقہ یہ ہے کہ دین کے دوسرے شعبوں کا بھی علم وتعارف حاصل کیا کرے، اور ان شعبوں سے وابستہ معتمد ومستند افراد سے کسی نہ کسی درجہ میں استفادہ کی کوشش کیا کرے، اس کے نتیجہ میں کئی قسم کی بے اعتدالیوں اور غلو سے حفاظت رہتی ہے۔

غلطی کا اعتراف اصلاح کی تمہید ہے

(12 جنوری 2016)

فرمایا کہ اصلاح کی تمہید اور مقدمہ اپنی غلطی وکوتاہی کا اعتراف ہے، اسی کے بعد اصلاح کی امید کی جاسکتی ہے، اور جب تک اپنی غلطی وکوتاہی کا اعتراف واقرار نہ ہو، اس وقت تک غلطی وکوتاہی کی اصلاح بہت مشکل ہے۔

آج بہت سے لوگ اپنی اصلاح سے اس لئے محروم رہتے ہیں کہ وہ قدم قدم پر غلطیوں اور کوتاہیوں کا ارتکاب کرنے کے باوجود اپنی غلطی وکوتاہی کا اعتراف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، اس لئے اصلاح کا کام آگے نہیں بڑھتا۔

جس طرح جسمانی بیماری کے علاج ومعالجہ کی تمہید یہ ہے کہ اپنے اندر پائی جانے والی بیماری اور مرض کا اعتراف کیا جائے، اسی کے بعد علاج ومعالجہ اور بیماری کو دور کرنے اور صحت وتندرستی کو حاصل کرنے کی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں، اور بیماری ومرض کے ازالہ کو ممکن بنایا جاسکتا ہے، اگر کوئی مریض اپنے اندر موجود مرض وبیماری کو تسلیم ہی نہ کرے، تو وہ علاج وتدبیر کیسے اختیار کرنے پر آمادہ ہوگا۔

بعینہ یہی حال روحانی واخلاقی امراض کا بھی ہے۔

لہٰذا اگر کوئی اپنی روحانی واخلاقی بیماری ومرض کی اصلاح کا سچا طالب ہو، تو اس کے لئے ضروری ہے کہ روحانی معالج یعنی شیخ ومصلح یا مربی واستاذ اور والد وغیرہ کی طرف سے جس غلطی ومرض کی نشاندہی کی جائے، اس کا اعتراف کرے۔

مسلمان سے بغض وعداوت نہ رکھیں

(13 جنوری 2016)

فرمایا کہ کسی مسلمان سے ذاتی طور پر بغض وعداوت نہیں رکھنی چاہئے۔

اگر کسی مسلمان کے قول وفعل، بلکہ عقیدہ ونظریہ سے اختلاف ہو، تب بھی اس سے ذاتی بغض وعداوت نہ رکھی جائے، اور جب تک شرعی اصولوں کے مطابق کسی مسلمان کا مرتد یا غیر مسلم ہونا ثابت نہ ہو، اس وقت تک اس کے ساتھ بھائی چارگی کا رشتہ قائم رکھا جائے۔ کیونکہ قرآن وسنت میں جا بجا ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی قرار دیا گیا ہے، اور بغض وعداوت رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَقَاطَعُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا (صحیح مسلم)

”کہ تم آپس میں حسد نہ کرو، اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، اور قطع تعلقی پیدا نہ کرو، اور آپس میں اللہ کے بندے، بھائی بھائی بن کر رہو“

دیکھئے کہ سب مسلمانوں کو حسد اور بغض سے منع کرنے کے ساتھ ہی بھائی بھائی بن کر رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے، اور اس حکم میں مسلمانوں کے تمام مسلک کے افراد اور حضرات داخل ہیں۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جس فرد یا جماعت سے کوئی نظریاتی یا عملی اختلاف ہو، اس کو بحیثیتِ مسلمان بھائی تصور کر کے اس کے ساتھ اچھا طرزِ عمل اختیار نہیں کیا جاتا، اور اس کی وجہ سے دوسرے کی طرف سے بھی یہی طرزِ عمل اور رویہ سامنے آتا ہے، اور طرفین سے بغض وعداوت بڑھتی اور مسلمانوں میں ناچاقی و نااتفاقی پیدا ہوتی ہے، جو بڑھتے بڑھتے اب کہیں سے کہیں جا پہنچی ہے، جس کی معاشرہ میں مسلکی وغیر مسلکی اور سیاسی وغیر سیاسی تفرقہ بازی کی صورت میں کئی مثالیں ملتی ہیں۔

علماء کو موجودہ سائنس سے استفادہ کی ضرورت

(15 جنوری 2016)

فرمایا کہ موجودہ دور کی سائنس چونکہ مشاہدہ اور حقیقت پر مبنی چیزوں کا اعتراف کرتی ہے، اور جو چیزیں مشاہدہ سے خارج ہوتی ہیں، ان کے بارے میں مختلف تخمینے اور تجربے قائم کرتی ہے، اور سائنس کی موجودہ ٹیکنالوجی اور جدید ترین مشینری سے بہت سی ایسی چیزیں معلوم کر لی گئی ہیں، جو پہلے دور میں معلوم نہیں کی گئی تھیں، اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ شریعت اور حقیقت کے ٹھوس دلائل میں کوئی تعارض وٹکراؤ ہرگز نہیں ہوسکتا، بشرطیکہ شریعت کی وہ بات قطعیت کے ساتھ ثابت ہو، اور حقیقت بھی واقعہ کے مطابق ہو، تو وہ ایک دسرے کے معارض اور مقابل نہیں ہوسکتے۔

اس اصول کی بنیاد پر اب موجودہ سائنس نے جو بہت سے حقائق معلوم کر لئے، وہ نصوص کے موافق ہیں، اور ان کی وجہ سے شریعت کی بہت سی باتیں جو بظاہر مشاہدات کی رُو سے سمجھنا مشکل ہوتا تھا، اب مشاہداتی دلائل اور حقائق سے ثابت ہو رہی ہیں، جبکہ بہت سی چیزیں ایسی تھیں کہ جو اجتہادی نوعیت کی حامل تھیں، اور فقہی اعتبار سے ان کا حکم معلوم کرنا مشکل تھا، اب سائنسی حقائق سے ان کے اجتہادی پہلوؤں کا تعین کرنا سہل ہوگیا ہے، اس لئے اہلِ علم حضرات کو موجودہ سائنس کا مطالعہ کر کے ان کی روشنی میں جائزہ لینے

اورشرعی امورکوسائنسی حقائق سے بھی ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔
مگرافسوس ہے کہ اس سلسلہ میں جس کام کی ضرورت تھی، وہ کام ابھی تک نہیں ہوا،اور اہلِ علم حضرات کے علاوہ دیگرعام لوگ جوکام کررہے ہیں،اس میں قدم قدم پرغلطیاں سرزدہورہی ہیں۔

فتنوں سے حفاظت کے لئے گھروں میں رہنے کی ضرورت

(17 جنوری2016)

فرمایا کہ آج کل ہرطرف فتنوں کادوردورہ ہے،اوراحادیث میں فتنہ کے دورکےاندر،گھروں میں رہنے کی ترغیب دی گئی ہے،اورگھرسے باہرنکلنے میں فتنوں کی زدمیں آنے کاخطرہ ظاہرکیا گیا ہے۔
اورآج کل کےدورمیں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ جوشخص بلاسخت ضرورت کےگھرسے باہرنہیں نکلتا،اور حتی الامکان اپنےگھرمیں وقت گزارنے کی کوشش کرتاہے،وہ بہت سےفتنوں سے محفوظ رہتاہے۔
اوراس کے برعکس جوشخص بلاسخت ضرورت کےگھرسے باہرنکلتاہےاوررہتاہے،وہ متعددفتنوں کاشکارہوجاتاہے۔
اگراوربھی کچھ نہ ہو،توگھرسے باہرراستہ میں کوئی حادثہ پیش آجاتاہے،ہونے والی ہوائی فائرنگ کی گولی آکرلگ جاتی ہے،جس سے ہلاکت کی نوبت آجاتی ہے،یادوسراکوئی جانی یامالی نقصان پیش آجاتاہے،اور بھی طرح طرح کےروحانی،ایمانی اورجسمانی یامالی فتنے لازم آتے ہیں،جن کوشمارکرنااز حدمشکل ہے۔
اس لئے میں خودبھی حتی الامکان اس پرعمل کرتاہوں،اوراپنے احباب کوبھی کہتاہوں کہ حتی الامکان گھرمیں رہنے کی کوشش کیاکریں،سخت ضرورت میں ہی گھرسے باہرنکلاکریں،اورضرورت پوری ہوتے ہی گھر واپس آنے کی کوشش کیاکریں۔

بڑے شہروں میں سفروقصرکاآغازکب ہوگا

(18 جنوری2016)

فرمایا کہ آج کل بعض شہروں کی آبادی بڑی وسیع ہوگئی ہے،اوراتنی زیادہ پھیل گئی ہے کہ بعض اوقات سفر کرنے والے کی مدتِ مسافت کی مقداراِن شہروں کی آبادی کے اندرہی پوری ہوجاتی ہے۔
ان حالات میں موجودہ دورکےاہلِ علم واہلِ فقہ حضرات نے اس پرغورکیاکہ ایسے شخص کے مسافرہونے کا حکم کب شروع ہوگا؟
بعض حضرات نےغوروفکرکرکے یہ قراردیاکہ گھرسے نکلتے ہی مدتِ مسافت کاآغازہوجائے گا،اگرچہ

مسافراس وقت ہوگا، جبکہ اپنے شہر کی آبادی سے نکل جائے گا، اور بہت سے حضرات نے یہ قرار دیا کہ جب تک اپنے شہر کی آبادی سے باہر نہیں نکلے گا، اس وقت نہ تو سفر کا آغاز ہوگا، یعنی نہ تو مدتِ مسافت شروع ہوگی اور نہ ہی مسافرت والے احکام قصر وغیرہ کے شروع ہوں گے۔

ہماری تحقیق بھی یہی ہے کہ نہ تو اپنے شہر کی آبادی سے نکلنے سے پہلے مدتِ مسافت کا آغاز ہوگا اور نہ ہی شرعاً مسافر بنے گا، اور نہ ہی نماز میں قصر کرنے کی اجازت ثابت ہوگی، اس موضوع پر بندہ کے کئی علمی و تحقیقی رسائل مختلف اوقات میں شائع ہوئے ہیں، جن میں سے ایک رسالہ کا نام "**النظر و الفکر فی مبدء السفر و القصر**" ہے، اور ایک رسالہ کا نام "**بدایة السفر و القصر فی حالة الحضر و المصر**" ہے۔

اہلِ علم حضرات کے لئے یہ دونوں رسائل قابلِ مطالعہ ہیں، وہ الگ بات ہے کہ کون کس موقف کو ترجیح دیتا ہے، مجھے اپنی رائے پر دوسروں کو پابند کرنے یا دوسروں کے ساتھ سختی کرنے کا طرزِ عمل مناسب معلوم نہیں ہوتا، اس لئے میں اپنی رائے تو اس طرح کے مسائل میں دلائل کے ساتھ لکھ دیتا ہوں، لیکن مجھے دوسروں کی رائے پر بے جا نکیر کرنا یا دوسروں کو اپنی رائے کا پابند و مکلّف کرنے پر اصرار کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

آج کل وساوس کی بہتات

(20 جنوری 2016)

فرمایا کہ آج کل بہت سے لوگ وساوس اور اوہام کی زد میں زندگی گزار رہے ہیں، حالانکہ وساوس اور اوہام میں رہ کر جو زندگی گزاری جاتی ہے، وہ کوئی خوشگوار زندگی نہیں کہلاتی، بلکہ ناخوشگوار زندگی کہلاتی ہے، اور اگر وسوسوں کا سلسلہ کچھ ترقی کر جائے، تو پھر شرفِ انسانیت یعنی عقل کی سلامتی ہی سے محرومی لازم آجاتی ہے۔

چنانچہ کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جو ان وسوسوں کی وجہ سے دیوانگی اور پاگل پن کا شکار ہو جاتے ہیں، اور زندگی بھر اسی میں مبتلا رہ کر فوت بھی ہو جاتے ہیں، اس لئے وساوس اور اوہام کی زد میں آکر زندگی گزارنا، بلکہ کوئی کام کرنا سخت خطرناک ہے، میرا اس طرح کے لوگوں سے بہت کثرت سے واسطہ پڑتا رہا ہے، اور اسی وجہ سے میں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب بھی تالیف کی ہے، جو ایک مرتبہ کچھ اختصار کے ساتھ "وساوس اور ان کا علاج" کے نام سے شائع ہوئی تھی، پھر جب اس کی دوبارہ اشاعت کی ضرورت پیش آئی، تو بندہ نے اس پر مزید کام کیا، اور پھر اس کا نام "وساوس اور حقائق رکھا" اور اس نام کے رکھنے کی

وجہ یہ پیش آئی، تاکہ معلوم ہو کہ وساوس اور حقائق ایک دوسرے کے مدمقابل چیزیں ہیں۔
اس کتاب میں ایمان، طہارت، وضو، نماز اور طلاق اور حلال وحرام وغیرہ جیسے موضوعات پر اس جہت سے سیر حاصل بحث کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جو قابلِ ذکر مفید کتاب ہے۔

استخارہ کے غلط اور غیر مسنون طریقے

(23 جنوری 2016)

فرمایا کہ ہر اہم کام سے پہلے استخارہ کرلینا سنت ہے، احادیث میں اس کا ذکر آتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ سنت کے مطابق استخارہ کیا جائے، جس میں پہلے دو رکعت پڑھنے اور اس کے بعد دعاء کے پڑھنے کا ذکر ہے، وہ دعاء یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ. وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ .فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَااَقْدِرُوَتَعْلَمُ وَلَااَعْلَمُ .وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ.اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَاالْاَمْرَ خَیْرٌلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ .وَیَسِّرْہُ لِیْ .ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ . وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَاالْاَمْرَ شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ .وَعَاجِلِ اَمْرِیْ. وَآجِلِہٖ . فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ.

مگر آج کل اکثر لوگوں کو مسنون استخارہ کرنے کا اہتمام نہیں۔
اور جن لوگوں کو استخارہ کی کوئی فکر بھی ہوتی ہے، تو وہ مسنون استخارہ کے بجائے غیر مسنون بلکہ غیر شرعی استخارہ کرتے ہیں یا دوسروں سے کراتے ہیں، جس میں مسنون استخارہ کی برکات سے محرومی لازم آتی ہے۔
غرضیکہ کچھ لوگ تو سرے سے استخارہ کرتے ہی نہیں، اور کچھ لوگ کرتے ہیں، تو وہ مسنون استخارہ چھوڑ کر غیر مسنون بلکہ غیر شرعی استخارے کرتے ہیں، اور اس طرح یہ دونوں طبقے مسنون استخارہ سے محروم رہتے ہیں، اور جن تھوڑے بہت حضرات کو مسنون استخارہ کی توفیق ہوتی ہے، تو وہ مسنون استخارہ کے نتائج و ثمرات وغیرہ سے ناواقف ہونے یا طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یا تو پریشان ہوتے ہیں، یا مسنون استخارہ کے اصل ثمرات سے مستفید ہونے سے محروم رہتے ہیں، اور مسنون استخارہ

کی اہمیت اوراصل ثمرات سے فائدہ اٹھانے والے بہت کم ہوتے ہیں،اس طرح کی بے اعتدالیوں کی تفصیل بندہ نے اپنی کتاب ’’مشورہ واستخارہ کے فضائل واحکام‘‘میں ذکر کردی ہے۔

بچوں کا نام رکھنے کے غلط طریقے

(25جنوری2016)

فرمایا کہ آج کل جدت پسندی کے نتیجہ میں بہت سے مسلمان اپنے بچوں کے نام بھی غیراسلامی رکھنے لگے ہیں۔

چنانچہ نئے سے نئے نام کی تلاش میں ایسے نام بہت رکھے جانے لگے ہیں، جو بنیادی طور پر غیرمسلموں کے نام ہیں،اوران کے معنیٰ بھی درست نہیں،لیکن ٹیلی ویژن یاذرائع ابلاغ پرکوئی نام سامنے آجانے اور اس کے پسند ہوجانے پراس کورکھ لیا جاتا ہے،اوراس کے معنیٰ ونسبت کی تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی، بس یہ دیکھ لیا جاتا ہے کہ فلاں نام مسلمانوں میں رائج نہ ہونے کی وجہ سے ایک نیااورجدید نام ہے۔

اوراس طرح کے ناموں کے معنیٰ بیان کرنے میں بھی بہت سی غلطیاں سرزد ہورہی ہیں، میں نے ایسی کئی کتابیں دیکھی ہیں، جن میں کئی غیراسلامی ناموں کے معنیٰ غلط لکھ دیئے گئے ہیں،اوران معنیٰ کی وجہ سے ہی اس طرح کے بہت سے نام مسلمان بچوں کے رکھے جارہے ہیں، حالانکہ بہت سے اسلامی نام ایسے ہیں کہ جو ہمارے معاشرے میں رائج نہیں،اورلوگوں کوبھی ان ناموں کاعلم یاان کی طرف توجہ نہیں، جبکہ کئی نام ایسے بھی ہیں کہ جن کے صحیح الفاظ یا تلفظ کی صحیح ادائیگی میں بھی غلطی کی جاتی ہے،اس قسم کی خرابیوں کی وجہ سے مجھے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھنے کی ضرورت پیش آئی تھی، جوکہ کئی مرتبہ شائع ہوچکی ہے،اور اس کتاب میں صحیح تلفظ کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے۔

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر:44) مفتی محمد امجد حسین

اہلِ جنت، اعمال نامے اور ریکارڈنگ سسٹم (حصہ اول)

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَى مِنكُمْ خَافِيَةٌ . فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ . إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ . فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ . فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ . قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ . كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ . وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ . وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ . يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ . مَا أَغْنَى عَنِّي مَالِيَهْ . هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ (سورة الحاقة، رقم الآيات ١٨ الى ٢٩)

ترجمہ: اس روز تم (سب لوگوں کے سامنے) پیش کئے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہے گی، تو جس کا (اعمال) نامہ اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ (دوسروں) سے کہے گا کہ لیجئے میرا نامہ (اعمال) پڑھیے، مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا، پس وہ (شخص) من مانے عیش میں ہوگا، (یعنی) اونچے (اونچے محلوں کے) باغ میں، جن کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے، جو (عمل) تم ایام گزشتہ میں آگے بھیج چکے ہو اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو، اور جس کا نامہ (اعمال) اسکے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا، اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش موت (ابدالآباد کیلئے میرا کام) تمام کرچکی ہوتی، (آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا، (ہائے) میری سلطنت خاک میں مل گئی (سورہ حاقہ)

ان آیات میں جزا وسزا کے دن، قیامت کے دن لوگوں کے حساب کتاب کی منظر کشی کی گئی ہے، اور نامۂ اعمال ملنے پر اچھوں اور بُروں کا ردعمل جو کچھ ہوگا، اس کا ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

اور یہ مناظر جو ان آیات میں سموئے گئے ہیں، قیامت کی تیسری پیشی کے ہیں، مسند احمد کی ایک روایت میں قیامت کی تین پیشیوں کا ذکر ہے۔[1]

---

[1] عن أبي موسى قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" :يعرض الناس يوم القيامة ثلاث عرضات،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پہلی دو پیشیوں میں لوگوں کی طرف سے انکار و تکذیب (کہ ہمیں انبیاء نے دعوت پہنچائی ہی نہیں وغیرہ وغیرہ) بحث مباحثہ، باہم نوک جھونک، تُو تُو میں میں، لعن طعن، ہائے وائے، شور و فریاد، اظہارِ ندامت و پشیمانی وغیرہ خرخشے ہوں گے۔قرآن میں انکار و تکذیب کے یہ مناظر بھی محفوظ ہیں۔ [۱]

اور دائیں بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیئے جانے کا تذکرہ سورہ انشقاق میں بھی آیا ہے۔

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ . فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا . وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا . وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ . فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا .

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فأما عرضتان فجدال ومعاذير، وأما الثالثة فعند ذلك تطير الصحف فى الأيدى، فآخذ بيمينه وآخذ بشماله."ورواه ابن ماجه، عن أبى بكر بن أبى شيبة، عن وكيع، به وقد رواه الترمذى عن أبى كريب عن وكيع عن على بن على، عن الحسن، عن أبى هريرة، به (تفسير ابن كثير، ج۸، ص ۲۱۳، تحت الآية)

[۱] بطورِ نمونہ اس سلسلے کی بعض آیات ملاحظہ ہوں:

وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ. قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَى بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ . وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سورة سباء، رقم الآيات ۳۱ الى ۳۳)

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ . قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ . قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ . وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ . فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا إِنَّا لَذَائِقُونَ . فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ (سورة الصافات، رقم الآيات ۲۷ الى ۳۲)

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ . وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ (سورة البقرة، رقم الآيات ۱۶۶ و ۱۶۷)

وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُمْ مِنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (سورة الانعام، رقم الآية ۱۲۸)

وَشَهِدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ (سورة الانعام، رقم الآية ۱۳۰)

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ . ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (سورة الانعام، رقم الآيات ۲۲ و ۲۳)

وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ . فَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ (سورة يونس، رقم الآيات ۲۸ و ۲۹)

وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ (سورة ابراهيم، رقم الآية ۲۱)

قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا (سورة الفرقان، رقم الآية ۱۸)

Idara Ghufran

وَيَصْلَى سَعِيرًا . إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا . إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ . بَلَى إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا (سورة الانشقاق، رقم الآيات ٧ الى ١٥) [1]

ترجمہ: تو جس کا نامہ (اعمال) اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا، اس سے حساب آسان لیا جائے گا، اور وہ اپنے گھر والوں میں خوش خوش آئے گا، اور جس کا نامہ (اعمال) اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا، وہ موت کو پکارے گا، اور دوزخ میں داخل ہوگا، یہ اپنے اہل وعیال میں مست رہتا تھا، اور خیال کرتا تھا کہ (خدا کی طرف) پھر کر نہ جائے گا، کیوں نہیں اس کا رب اس کو دیکھتا تھا (سورہ انشقاق)

اسی طرح سورہ کہف کی آیت ہے۔

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَاوَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا (سورة الكهف، رقم الآية ٤٩)

ترجمہ: اور اعمال نامہ رکھ دیا جائے گا پھر مجرموں کو تو دیکھے گا کہ اس چیز سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہے اور کہیں گے افسوس ہم پر یہ کیسا اعمال نامہ ہے کہ اس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی مگر سب کو محفوظ کیا ہوا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کو موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا (سورہ کہف)

کیمرے کی آنکھ آپ کو دیکھ رہی ہے

کچھ سمجھے؟ یہ تنبیہ اور وارننگ پر مشتمل جملہ آپ نے کہیں لکھا ہوا دیکھا ہوگا؟ جی ہاں، حساس اور سکیورٹی رسک مقامات پر سی ٹی وی (CCTV) کیمرے لگے ہوتے ہیں، جو متعلقہ ایریے میں ہر سرگرمی اور نقل وحرکت پر نظر رکھتے اور اس کو محفوظ وریکارڈ کرتے ہیں۔

---

[1] عن عائشة قالت :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من نوقش الحساب عذب ." قالت :فقلت :أليس قال الله :(فسوف يحاسب حسابا يسيرا) ؟ ، قال" :ليس ذاك بالحساب ولكن ذلك العرض، من نوقش الحساب يوم القيامة عذب.

وهكذا رواه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن جرير، من حديث أيوب السختياني، به (تفسير ابن كثير، ج٨، ص ٣٥٧، تحت الآية)

تو سورہ کہف کی مذکورہ آیت میں جو یہ آیا ہے:

مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا

کہ آدمی اپنے نامہ اعمال کو ملاحظہ کرے گا، تو یہ دیکھ کر حیرت واستعجاب اور ساتھ ساتھ خوف وہیبت میں ڈوب ڈوب جائے گا کہ اس نامہ عمل میں اس کی زندگی کا از اوّل تا آخر تمام ڈیٹا وریکارڈ بایں شانِ محفوظ ہے کہ کوئی جزئی سے جزئی سرگرمی اور حقیر سے حقیر قول وفعل جو کبھی تنہائی میں یا بے خیالی ولاپرواہی میں اس نے کیا، اور پھر زندگی بھر کبھی وہم وتصور میں بھی نہیں گزرا کہ فلاں موقعہ پر میں نے یہ کہا یا کیا تھا، جیسا کہ روز وشب کتنے ہی ہمارے اقوال وافعال، سرگرمیاں اور مشاغل جو محض عادتاً ہم کرتے رہتے ہیں، اور انہیں ہم سنجیدہ کبھی نہیں لیتے۔

یہ سب کچھ اس نامہ عمل میں محفوظ ہوگا، کتنے ہی ہمارے اقوال وافعال، مشاغل وعادات ہوں گی، جو ہم سے صادر وسرزد ہوتی رہتی ہیں، اور زندگی بھر کبھی بھول کر بھی ہمیں ان کا خیال نہیں آتا، وہ اس نامہ عمل میں دیکھ کر ہی پہلی دفعہ ہمیں یاد آئے گا، اور وہ منظر وپس منظر ذہن میں تازہ ہوجائے گا، جس میں ہم نے وہ کچھ کیا تھا، اللہ اکبر!۔

بلکہ اس آیت کا یہ کلمہ "وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا" کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا، اس کو وہاں حاضر پائیں گے، اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عملی منظر کی شکل میں اپنا وہ قول وعمل بندے کے سامنے آئے گا، یہ بات سمجھنا ہمارے لئے آسان ہے، کیونکہ اس کا مطلب سادہ الفاظ میں یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے کسی بھی قول وعمل کا سین ومنظر، ویڈیو عکس بندی کی صورت میں دیکھے گا۔ [1]

جیسا کہ دنیا میں ہم مختلف سرگرمیوں کی ویڈیو فلمیں اور خاکے بنا کر دیکھتے ہیں، اور نیٹ پر ڈال کر دنیا جہان کو دکھاتے ہیں، تو گویا ہماری ساری زندگی فلمائی جارہی ہے، ہماری پوری زندگی کی ویڈیو فلم بن رہی ہے، کیمرے کی آنکھ ہم پر فوکس کئے ہوئے ہے، بس زندگی کا خاتمہ (End) ہونے کی دیر ہے ع

پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

---

[1] سلف صالحین اور زمانہ سلف کے محققین اہلِ علم کی بصیرت اور علم کی گہرائی وعمق پر انسان، ان کی کتابیں پڑھ کر حیرت میں ڈوب ڈوب جاتا ہے، یہی دیکھ لیں کہ "وجدوا ما عملوا حاضرا" کی تفسیر زندگی کے واقعات واحوال فلمبند مناظر کی شکل میں دیکھنے کا قول انہوں نے اس وقت کیا، جب کوئی کیمرہ یا ویڈیو ایجاد ہونے میں ابھی صدیوں کا زمانہ حائل تھا، اور دھوپ، آئینہ، پانی یا خواب کے علاوہ عکس بندی کا کوئی تصور نہ تھا، انہوں نے آئینہ یا پانی کے عکس یا خواب کے مناظر کو نظیر بنا کر اس کا امکان پیش کیا کہ قیامت میں آدمی کے سامنے اس کی وہ دنیوی حالت نمودار کی جائے گی، جب وہ اس عمل کا ارتکاب کر رہا تھا۔

اپنی پوری زندگی کی فلم ہم بچشمِ سر کھلی آنکھوں سے اس حال میں دیکھیں گے کہ ہماری نگاہ آج کی نسبت بدرجہا تیز ہوکر دوربین وخوردبین کی مانند ایٹم وذرات کے اندر تک جھانکنے کی صلاحیت رکھے گی، اور بہت سی لطیف ومجرد چیزیں جنہیں آج ہم نہیں دیکھ سکتے، اس دن اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں گے، مثلاً فرشتے، جنات وغیرہ اور خود اللہ جل شانہ کی ذات۔

جیسا کہ قرآن نے قیامت کے دن انسانی نظر کے تیز تر ہونے کا انکشاف بھی کیا ہے۔

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (سورة ق، رقم الآية ٢٢)

ترجمہ: پس ہم نے تجھ سے تیرا پردہ دور کردیا سو تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے (سورہ ق)

لوگو! آج جدید سائنس کی ایجادات نے یہ بات سمجھنی، ماننی اور باور کرنی کتنی آسان کردی کہ ہماری پوری زندگی فلمائی جارہی ہے، ہم میں سے ہر ایک کی پوری ہسٹری وتاریخ کا سارا ڈیٹا عکس بند ہوکر محفوظ ہورہا ہے، لیکن ماضی میں یہ بات سمجھنی اتنی آسان نہ تھی، چنانچہ ہمارے عقائد کی کتابوں میں جہاں ملحدین اور دیگر ادیانِ باطلہ والوں کے قرآن کے مختلف احکام واخبار پر اور اسلام کی متعدد تعلیمات پر اعتراضات کو نقل کرکے ان کے جوابات دیئے گئے ہیں، اور ہمارا ان متکلمینِ اسلام کو سلام ہے، جنہوں نے ہر زمانے میں احکامِ اسلام کا عقل پرستوں، ملحدین ومعارضین کے مقابلے میں دفاع کیا۔

جزى الله عنا و عن جميع المسلمين

؎ بآں گروہے کہ از ساغرِ وفا مستند سلامے از ما برسانید کہ ہر کجا ہستند

تو ایک اعتراض منکرین وملحدین کا یہ بھی تھا کہ یہ اعمال کا لکھا جانا کیونکر ممکن ہے، اور یہ اعمال کا دفتر اور فائل کتنی بڑی ہوگی، جس میں ساری زندگی کے واقعات واحوال کسی شخص کے قلمبند ہوں گے، یہ کتنی ضخیم کتاب اور کاغذوں کا کتنا بڑا طومار و پلندہ ہوگا، اسے کون اٹھائے گا، بطورِ تمسخر وانکار کے یوں کہتے تھے، تو متکلمینِ اسلام نے اس کا ایک جواب یہ دیا تھا کہ اتنے بڑے طومار کی ضرورت ہی نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ بہت معمولی اور تھوڑی جگہ میں یہ سارا ریکارڈ جمع کرادیں گے، اور خود دنیاوی زندگی میں اس کا نمونہ دماغ ہے کہ دماغ کتنی محدود ومختصر چیز ہے، کاسۂ سر کے تھوڑے سے حصے میں یہ قدرت کی صناعی کا شاہکار گودا و بھیجا دھرا ہوا ہے۔

لیکن انسان کی اپنی پوری زندگی کے سارے احوال بھی اور دیگر ہزاروں لاکھوں لوگوں کے احوال و واقعات اور دنیا کے طرح طرح کے حوادث وواقعات، اور نظامِ قدرت کی نیرنگیاں جو ہم میں سے ہر ایک

زندگی بھر دیکھتا، سنتا برتتا ہے، یہ تمام ہوشربا معلومات یہ اتنا وسیع وعریض ڈیٹا کم وبیش ساٹھ ستر اسّی سال کے طویل عرصے کی تاریخ اس مٹھی بھر بھیجے و دماغ میں اس شان کے ساتھ محفوظ ہے کہ دماغ میں یہ ڈیٹا و ریکارڈ گڈ مڈ اور خلط ملط بھی نہیں ہوتا، جس وقت کی، زندگی کے جس دور کی، جس واقعہ اور حالت کی معلومات درکار ہوں، ذرا سا تصور اور فکر کریں، دماغ اپنے ذخیرہ وریکارڈ میں سے خاص آپ کا وہ مطلوبہ مواد تحت الشعور ولاشعور سے اٹھا کر آناً فاناً آپ کے شعور وادراک کے سامنے لا پیش کر دے گا۔

تو متکلمینِ اسلام، زنادقہ وملاحدہ اور دہریّین ومادیّین کو یہ جواب دیتے تھے کہ جب خود حسی دنیا میں دماغ کی شکل میں ایک نظیر موجود ہے، وسیع تر معلومات وواقعات کو معمولی سی جگہ میں محفوظ کرنے کی تو معنوی و باطنی طور پر، اعمال نامہ بھی کوئی ایسی ہی چیز ہوسکتی ہے، اللہ کی قدرت سے کیا بعید ہے؟ یہ تو ماضی کی بات تھی، اب جدید اکتشافات اور صنعتی ترقیات نے پچھلی صدی بھر میں آڈیو وڈیو کے مختلف آلاتِ منظر کشی اور کیسٹ، رِیل، ریکارڈر، سی ڈی، یو ایس بی اور چپ وغیرہ کی شکل میں ڈیٹا وریکارڈ کی ذخیرہ گاہیں، جو صوت وحرف، نقوش ومناظر، واقعات اور سرگرمیوں کو بعینہٖ اپنی اصل حالت وصورت میں محفوظ کرتی ہیں، اور پھر اِسے ہُو بہُو دھراتی ہیں، اور جتنی دفعہ چاہیں ان کا اعادہ ہوسکتی ہیں، حتیٰ کہ اس کی مزید نقل و کاپیاں بن سکتی ہیں، یہ سب چیزیں ہماری روزمرہ زندگی کا ایک عام اور بدیہی تجربہ وسرگرمی بن چکی ہے، جس سے بچہ بچہ آگاہ ہے، اور جس میں ہمارے لئے حیرت واستعجاب کا عنصر بھی اب باقی نہیں رہا، حالانکہ یہی سب کچھ غیر مذہبی اور دھریہ ومادہ پرست انسان کل تک ناممکن الوقوع سمجھتا تھا، اور اس کے امکان کے تصور کو بھی توہم پرستی اور دیوانگی قرار دیتا تھا کہ ہر ایک کا ہر قول وعمل ریکارڈ ہو رہا ہے، اعمال نامے میں محفوظ ہو رہا ہے، جبکہ مذہبی انسان باوجود سمجھ میں نہ آسکنے کے ایمان بالغیب کی سطح پر اسے تسلیم کرتا تھا، اور اس پر آمنا و صدقنا کہتا تھا۔

لیکن آج یہ قرآنی حقیقت کہ ہر ایک کی ہر نقل وحرکت، قول وعمل محفوظ ہو رہا ہے، موجودہ آڈیو وڈیو الیکٹرانک آلات اور نیٹ ورکنگ نظامات کی وجہ سے غیب کی سطح سے اتر کر شہود ومحسوس کے دائرے میں آچکی ہے، اور کتنے قرآنی اور اسلامی حقائق وتعلیمات ہیں، جن کو جدید سائنس نے تجربے ومشاہدے سے گزار کر ان کی حقانیت وصداقت کی گواہی دی ہے۔ سچ ہے ع

والفضل ما شهدت به الاعداء

(جاری ہے)

مقالات ومضامین

قاری جمیل احمد

دنیا کی محبت (قسط3)

مشہور تابعی اور اولیاء کے سرخیل خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ کے مراسیل میں ہے کہ:

حُبُّ الدُّنْيَا أَصْلُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ (بیہقی، رقم الحدیث ۹۹۷۴)

ترجمہ: دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے (بیہقی)

یعنی دنیا کی محبت دل وباطن کا خطرناک گناہ ہے، دنیا کی محبت کا یہ گناہ تمام گناہوں کو جنم دیتا ہے، دنیا میں جتنے گناہ بھی انسان سے سرزَد ہوتے ہیں، وہ دنیا کی محبت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

اقسامِ دنیا

دنیا کی محبت کی دو قسمیں ہیں۔

دنیا کی محبت کی ایک قسم تو یہ ہے کہ دنیا کی محبت انسان کو گناہوں پر آمادہ کردے، اور انسان گناہ کر بیٹھے۔

اور دنیا کی محبت کی دوسری قسم یہ ہے کہ انسان دنیا کی چیزوں میں منہمک ہو کر دین سے غافل ہو جائے، اور دنیا کے ساز وسامان کو دل ودماغ میں بٹھالے۔

حبِ دنیا کی یہ دونوں قسمیں حرام اور خطرناک گناہ ہیں۔

انسان نے دنیا میں جینا ہے، اور دنیا کو برتنا ہے، انسان کو کھانے پینے کے لئے خوراک کی ضرورت ہے، پہننے کے لئے لباس کی ضرورت ہے، سر چھپانے کے لئے مکان کی ضرورت ہے، اس کے بغیر انسان کا زندہ رہنا مشکل ہے، انسان کے بیوی بچے ہیں، اور ان کے اخراجات پورے کرنے ہیں۔

انسان نے دنیا میں جینا ہے، دنیا کو برتنا ہے، اور دنیا سے محبت بھی نہیں کرنی، اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

خوب سمجھ لیجئے! انسان کے بیوی بچے دنیا نہیں ہے، انسان کے مکانات دنیا نہیں ہے حلال وجائز طریقے سے کمانا اور کھانا دنیا نہیں ہے، دنیا کے جائز اسباب کو اختیار کرنا دنیا نہیں ہے، یہ ساز وسامان اور راحت وآرام دنیا نہیں ہے، یہ مال ودولت دنیا نہیں ہے۔

دنیا یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ کے دین سے غافل ہو جائے، قبر وآخرت

کی زندگی سے اور احکامِ الٰہی سے غافل ہوجائے، اگر انسان بیوی بچوں کی محبت میں لگ کر اللہ تعالیٰ کے احکام کی پرواہ نہیں کررہا، دنیا کے اسباب کی محبت میں لگ کر قبر و آخرت کی اصل زندگی سے غافل ہورہا ہے، پیسے کی محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے دین کو پیچھے چھوڑ رہا ہے، تو یہ دنیا ہے، اور اس دنیا کی محبت سے ہمارے دین نے ہمیں منع فرمایا ہے، اگر بیوی بچے ہیں، مکانات ہیں، راحت و آرام کا سامان موجود ہے، حلال و جائز اسباب کو اختیار کیا ہوا ہے، حلال و جائز طریقے سے کما اور کھا رہے ہیں، مگر ساتھ اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کے دین سے غافل نہیں ہیں، دل و دماغ میں قبر و آخرت کی زندگی کی سوچ وفکر بیٹھی ہوئی ہے، اور اپنی قبر و آخرت کی زندگی بنانے کی کوشش کررہے ہیں، اور گناہوں سے بچ رہے ہیں، تو یہ دنیا نہیں ہے، بلکہ یہ دین ہے، یہ انسان کے لئے خزینۂ آخرت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ تم اپنی جان کا حق ادا کرو۔

جان کا حق ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تمہاری جان کو کھانے پینے کی ضرورت ہو، تو اس کو کھلاؤ اور پلاؤ، اور جب بدن بیمار ہوجائے، تو اس کا علاج کرو، اور جب بدن کو آرام کی ضرورت ہو، تو اس کو آرام پہنچاؤ، یہ انسان کا اپنے بدن پر حق ہے، اور اس حق کو ادا کرنے کا اللہ پاک نے ہمیں حکم فرمایا ہے، تو اللہ پاک کے حکم کو پورا کرنے کے لئے کوئی رزقِ حلال کما رہا ہے، اور اپنی جان پر خرچ کررہا ہے، جسم کو خوراک پہنچا رہا ہے، بدن بیمار ہوجاتا ہے، تو اس کا علاج کررہا ہے، اور جسم کو آرام کے وقت آرام پہنچا رہا ہے، تو یہ دنیا نہیں ہے، بلکہ یہ دین ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کا نام ہی دین ہے۔

اسی طرح اللہ پاک نے ہمیں حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی بچوں کا حق ادا کرو، یعنی ان کا نان نفقہ ادا کرو، بیوی بچوں پر خرچ کرو، اپنے والدین پر خرچ کرو، اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرو، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرو، یتیموں اور محتاجوں پر خرچ کرو، تو انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کی خاطر حقوق ادا کررہا ہے، ان پر حلال و جائز طریقے سے خرچ کررہا ہے، اپنے والدین پر خرچ کررہا ہے، رشتہ داروں پر خرچ کررہا ہے، پڑوسیوں پر خرچ کررہا ہے، یتیموں اور ضرورت مندوں پر خرچ کررہا ہے، اعتدال کے ساتھ حلال و جائز محنت و مزدوری، جائز و حلال ملازمت، جائز و حلال تجارت وغیرہ کررہا ہے، تو یہ دنیا نہیں ہے، بلکہ یہ دین ہے۔

حقیقتِ دنیا

حقیقت یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہے، اور دنیا کو برتے، دنیا کو ضرورت سمجھ کر استعمال کرے، ضرورت سمجھ کر

دنیا کو استعمال کرنا کوئی گناہ نہیں ہے، مگر انسان احکامِ الٰہی سے غافل نہ ہو، فرائض وواجبات سے بے فکر نہ ہو۔
فرض کریں، انسان گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ محبت کر رہا ہے، بیوی بچوں کے ساتھ بے تکلفی کر رہا ہے، مگر نماز کے لئے لئے اذان ہو جاتی ہے، اور اذان کی آواز سن کر انسان نماز سے بے فکر ہو رہا ہے، اور بیوی بچوں کی محبت میں اتنا منہمک ہے کہ نماز سے غفلت برت رہا ہے، تو یہ ہے دنیا، یہ ہے گناہ۔
حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہوتے ہیں، تو کیا کرتے ہیں؟ اس سوال سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ پوچھنے والے نے شاید یہ سمجھ کر پوچھا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو گھر میں جا کر سارا وقت عبادت کرتے ہوں گے، ذکر واذکار کرتے ہوں گے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ سوال کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے ہیں، تو ان کا کیا معمول ہوتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جیسے تم گھر میں رہتے ہو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھر میں ایسے ہی رہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے ہیں، تو مسکراتے ہوئے گھر میں داخل ہوتے ہیں، گھر والوں کو سلام کرتے ہیں، مسکراتے ہوئے گھر والوں سے بولتے ہیں، گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے ہیں، گھر والوں کے ساتھ بے تکلف رہتے ہیں، البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر کی زندگی میں یہ فرق ہے کہ جب نماز کے لئے اذان کی آواز کانوں میں پڑتی ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے اس طرح اٹھ کر چلے جاتے ہیں، جیسا کہ ہمیں پہچانتے ہی نہیں۔
یعنی جب دین کا تقاضا آجاتا ہے، تو بیوی بچو کی محبت دین سے غافل نہیں کرسکتی۔
انسان کو چاہئے کہ جب دین کا تقاضا آجائے، تو پھر دین کا تقاضا پورا کرلے، اور اس وقت بیوی بچو کی محبت کو چھوڑ دے۔ فرض کریں، انسان گھر میں بیوی بچوں کی محبت میں مصروف ہے، لیکن جوں ہی اذان کی آواز آجاتی ہے، اور آدمی نماز ادا کرنے چلا جاتا ہے، بیوی بچوں کی محبت دین کے احکام کے آگے رکاوٹ نہیں بن رہی، تو یہ محبت گناہ نہیں ہے، بلکہ یہ محبت دین ہے، بچوں کی محبت میں لگ کر دین سے غافل ہونا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو پورا نہ کرنا یہ گناہ ہے، یہ حبِ دینا کا خطرناک رذیلہ ہے۔
اسی طرح بیوی بچوں کی محبت میں بیوی بچوں کی فرمائش اور شوق پورا کرنے کے لئے حرام طریقے استعمال کرے، رشوت کا لین دین کرے، دوسروں کو دھوکے دے، چوری اور ڈکیتی کرے، حرام طریقے سے بیوی بچوں کے مطالبے پورے کرے، تو یہ حبِ دنیا ہے، اور یہ حبِ دنیا خطرناک گناہ ہے، اس سے بچنے کی

ضرورت ہے۔

اسی طرح انسان کے معاشی حالات صحیح ہیں، اور بیوی بچوں کو کھانے پینے کی کوئی پریشانی نہیں ہے، رہنے کے لئے مکان کی کوئی پریشانی نہیں ہے، مگر پھر بھی صبح شام پیسے پر پیسے بنانے کی فکر و کوشش میں لگے ہوتے ہیں، اور دین کے کاموں سے غافل ہو رہے ہیں، تو یہ حبِ دنیا ہے۔

اسی طرح دنیا ہی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اور دین کی تعلیم سے غافل ہو رہے ہیں، تو یہ بھی حبِ دنیا ہے، دنیا کے ساز وسامان کو دل میں بٹھالینا، اور پیسے کی محبت کو دل میں جمالینا یہ خطرناک گناہ حبِ دنیا ہے۔

اگر انسان دنیا کی محبت کو دل میں نہ بٹھائے، اور ضرورت کے تحت اس سے محبت کرے، اور استعمال کرے، تو یہ کوئی گناہ نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اور اگر کسی شخص کو اللہ نے مال و دولت کی نعمت دے رکھی ہے، اور وہ مال و دولت کو ضرورت سمجھ کر استعمال کر رہا ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، یہ حبِ دنیا نہیں ہے۔

حبِ دنیا اس وقت بنے گی، جب دنیا دل و دماغ میں اٹک جائے، جب تک دنیا دل و دماغ پر حاوی و مسلط رہے گی، تو یہ حبِ دنیا ہے، لیکن دنیا دل و دماغ سے نکل کر ضرورت بن جائے، تو یہ حبِ دنیا نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

مثالِ دنیا

حضرت مولانا رومی رحمہ اللہ نے دنیا کی مثال یوں دی ہے، فرماتے ہیں کہ انسان کشتی کی مثال ہے، اور دنیا پانی کی مثال ہے، جس طرح کشتی پانی پر تیرتی ہے، پانی کشتی کے نیچے دائیں اور بائیں اور آگے پیچھے نہ ہو، تو بغیر پانی کے کشتی نہیں چل سکتی، پانی کشتی کے نیچے ہے، پانی کشتی کے دائیں و بائیں ہے، پانی کشتی کے آگے پیچھے ہے، تو کشتی چل رہی ہے، لیکن پانی کشتی کے اندر چلا جائے، تو پانی کشتی کو ڈبو دے گا۔

یہی مثال انسان اور دنیا کی ہے، انسان کشتی ہے، اور دنیا پانی ہے، اگر دنیا انسان کے دائیں بائیں ہو، آگے پیچھے ہو، دنیا انسان کے پاؤں کے نیچے ہو، تو انسان صحیح صحیح چلتا ہے، اور اگر دنیا انسان کے اندر داخل ہو جائے، تو پھر یہ دنیا انسان کو ڈبو دیتی ہے۔ دنیا انسان کے اندر داخل ہو جائے، تو یہ حبِ دنیا ہے، اور اگر دنیا انسان کے دل میں پیوست نہ ہو، دنیا انسان کے دائیں بائیں، آگے پیچھے اور پاؤں کے نیچے ہو، تو یہ نعمت ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کو دنیا کی محبت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اور دنیا کو ضرورت سمجھ کر اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مقالات ومضامین (شعروسخن) ماسٹرعبدالحلیم احقر

السلام علیکم کہو!

اے مومنو باہم ملو تو السلام علیکم کہو مل کر جدا ہونے لگو تو السلام علیکم کہو
بے شک ہے یہ حکمِ خدا بھائی کے حق میں دعا کلمہ ہے کیسا پیارا غافل کسی صورت نہ ہو
اے مومنو باہم ملو تو السلام علیکم کہو
گھر میں جب جاؤتم موجود جن کو پاؤ تم رحمت کرے تم پر خدا لازم سلام ان پر کہو
اے مومنو باہم ملو تو السلام علیکم کہو
جاؤ کسی عزیز کے ہاں ہدیہ مبارک دو وہاں مسجد ہو تو بازار ہو تحفہ یہ ہر بھائی کو دو
اے مومنو باہم ملو تو السلام علیکم کہو
مسلم ہیں سارے بھائی بھائی ان کو نہ غیر ہرگز کہو اپنی زبان وہاتھ سے دیکھو کسی کو دکھ نہ دو
اے مومنو باہم ملو تو السلام علیکم کہو
بھائیوں میں الفت عام ہو ایمان سے شادکام ہو حاصل ہو اللہ کی رضا مسکن سدا جنت میں ہو
اے مومنو باہم ملو تو السلام علیکم کہو
تم ہو سوار یا رواں پیادہ وساکن پر کہو کم ہو اگر تعداد میں زیادہ جو ہیں ان پر کہو
اے مومنو باہم ملو تو السلام علیکم کہو
حضور سے پوچھا گیا حضرت عمل اچھا ہے کیا فرمایا بھوکوں کو کھلاؤ اور سلام سب پر کہو
اے مومنو باہم ملو تو السلام علیکم کہو
سلام شعارِ دین ہے سنتِ مرسلین ہے ثواب سو شہید کا سنت جو تم زندہ کرو
اے مومنو باہم ملو تو السلام علیکم کہو
سنت ہے یہ متروک اب اس کو ملے حیاتِ نو جو راہ رو بھائی ملے احقر سلام اس پر کہو
اے مومنو باہم ملو تو السلام علیکم کہو

بسلسلہ :تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر:ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۵۶ھ: میں حضرت ابوعمرو عثمان بن علی بن عبدالواحد قرشی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ، ج۲۳ ص۳۴۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۵۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن حسن بن محمد بن یوسف فاسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ، ج۲۳ ص ۳۶۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۵۸ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی القاسم بن محمد بن ابی بکر قزوینی حلبی صوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ، ج۲۳ ص ۳۵۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۷۵ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن علی بن محمد بن ابی القاسم عدوی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۲۵۴)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۷۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عمر بن احمد بن ابی شاکر دمشقی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۱۵۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۷۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر بن علی جعفری زینبی اسود رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۳۱۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۸۱ھ: میں حضرت ابوالثناء محمود بن عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن مراغی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۳۲۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۸۲ھ: میں حضرت ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابی عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ صالحی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۳۷۶)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۸۳ھ: میں حضرت ابوالمفاخر محمد بن عبدالقادر بن عبدالخالق بن خلیل بن مقلد بن جابر انصاری دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۲ ص ۲۲۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۸۵ھ: میں حضرت خدیجہ بنتِ احمد بن عبدالدائم بن نعمہ بن احمد رحمہا اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج ۱ ص ۲۲۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۹۰ھ: میں حضرت فخر الدین ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالواحد بن احمد مقدسی صالحی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۱۴)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۹۰ھ: میں حضرت ابوحفص عمر بن یحییٰ بن عمر بن حمد کرجی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۸۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۹۴ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبدالصمد بن عماد الدین عبدالکریم بن جمال الدین عبدالصمد بن محمد انصاری حرستانی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۱ ص ۳۹۴)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۹۵ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالمنعم بن ابی بکر بن احمد بن عبدالرحمٰن انصاری مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۱ ص ۴۲۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۹۶ھ: میں حضرت ابوالمعالی محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن علی بن عبداللہ بن علی بن عبدالباقی اسکندرانی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۱۴۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن مکی بن ابی الذکر بن عبدالغنی قرشی صقلی مطرز رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۲۸۶)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالدائم بن نعمہ بن احمد مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۱۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۹۹ھ: میں حضرت ہدیہ بنت عبدالحمید بن محمد بن سعد مقدسیہ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا
(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۲ ص ۳۶۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۵۹ھ: میں حضرت ابوعمرو عثمان بن مکی بن عثمان بن اسماعیل بن ابراہیم سعدی مصری شارعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ، ج۲۳ ص ۳۵۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوالفرج عبدالرحمٰن بن عمر بن صومع دیرقانونی صالحی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۱ ص ۳۷۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوالخیر بلال بن عبداللہ حسام الدین حبشی کی وفات ہوئی۔
(معجم الشیوخ الکبیر للذھبی، ج۱ ص ۱۹۲)

Iqra Ghufran

علم کے مینار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:5) مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام ابوحنیفہ اور تحصیلِ حدیث

جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ بائیس سال کی عمر تک علمِ کلام کے ذریعہ دینِ اسلام کی خدمت فرماتے رہے، اور اس میں بھی آپ کو درجۂ کمال حاصل تھا، اس کے بعد جب آپ فقہ کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے، تو اس میں بھی کافی حد تک شہرت حاصل کی، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اس دوران دوسرے دینی علوم خصوصاً علمِ حدیث سے لاتعلق رہے، یا اس کی طرف آپ کو کوئی التفات نہیں ہوا۔

اس زمانے میں ادیانِ باطلہ اور گمراہ فرقے ہاتھ دھو کر دینِ اسلام کے پیچھے پڑے ہوئے تھے، اور ایسا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے کہ جس کے ذریعہ وہ عام لوگوں کو گمراہ کر سکیں، اور دینِ اسلام پر تنقید اور ہاتھ اٹھا سکیں، اس لئے اس دوران آپ ان باطل فرقوں سے نمٹنے اور ان کو زیر وزبر کرنے کے لئے ہمہ تن تیار رہتے تھے، اس لئے اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ علمِ کلام اور فرقِ باطلہ سے جدل ومباحثہ میں بے حد مشغولی کی وجہ سے آپ کی توجہ علمِ حدیث کی طرف کم تھی، جیسا کہ ایک موقعہ پر آپ نے خود امام شعبی سے یہ کہا تھا کہ:

”انا قلیل الاختلاف الیھم“ ”یعنی میں علماء کی مجلس میں بہت کم آتا جاتا ہوں“

مگر اس کے بعد آپ جب فقہ کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے، اور اس سلسلے میں حماد بن سلیمان کی شاگردی اختیار کی، تو آپ رات دن دینی علوم کی تحصیل میں لگ گئے، اور ساتھ ساتھ علمِ حدیث کو حاصل کرنے کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔

حدیث کی تحصیل

چنانچہ حماد بن سلیمان کے حلقہ درس میں آپ اپنے استاذ حماد کی ہدایت کے مطابق مسائل واحکام پر مبنی روزانہ صرف تین آحادیث وروایات یاد کیا کرتے تھے، اور پھر اسی پر پھر بحث وتمحیص ہوا کرتی تھی، اور باقی اوقات میں آپ کی دوسرے علماء وفقہاء اور محدثین کی مجالس میں آمد ورفت رہا کرتی تھی۔

آپ تفقہ واجتہاد میں ائمۂ اربعہ میں سب سے آگے تھے، اور اپنے زمانے کے کبار تابعین میں آپ کا شمار تھا،

تفقہ واجتہاد کا دارومدار قرآن وحدیث پر ہے، ان دونوں یا ان میں سے کسی ایک کے بغیر کوئی عالم فقیہ ومجتہد نہیں بن سکتا، فرق صرف اتنا ہے کہ ایک محدث، حدیث کی روایت کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دیتا ہے، مگر ایک فقیہ حدیث کی روایت سے زیادہ، حدیث کی درایت اوراس سے مسائل کے استخراج واستنباط پر توجہ دیتا ہے، تو معلوم ہوا کہ ہر فقیہ کا محدث ہونا ضروری ہے، اس لحاظ سے فقیہ اور محدث کو عموم وخصوص کی نسبت حاصل ہے۔

چنانچہ اسی بناء پر مسائلِ فقہ کی جو مجتہدانہ تحقیق آپ کو مطلوب تھی، وہ علمِ حدیث کی تکمیل کے بغیر ناممکن تھی، اس لئے کوفہ میں ایسا کوئی محدث باقی نہ بچا تھا کہ جس کی شاگردی آپ نے اختیار نہ کی ہو، اوراحادیث یاد کی ہوں، اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف کوفہ اوراس کے اطراف میں رہنے والے آپ کے شیوخ واستاذِ حدیث کی تعداد 93 تھی، اوران میں سے اکثر تابعین تھے کہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ اصحاب، صحابۂ کرام رضون اللہ عنہم اجمعین سے بلاواسطہ علم حاصل کیا تھا۔

مکہ کا سفر

آپ کو اگر چہ ان درسگاہوں سے حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آیا تھا، تاہم حدیث کی تکمیل اوراس کی باقی اسناد کے حصول کے لئے حرمین شریفین جانا ضروری تھا، جو اُس وقت مذہبی علوم کے اصل مراکز تھے، جس زمانہ میں آپ مکہ پہنچے، درس وتدریس کا نہایت زور تھا، متعدد شیوخِ حدیث جو فنِ حدیث میں کمال رکھتے تھے، ان میں سے اکثر صحابہ کرام یا پھر دوسرے بزرگ تابعین سے سند یافتہ تھے، ان کی الگ الگ درسگاہ قائم تھی، اوراس طرح مکہ علم حدیث اوراس کے علاوہ دیگر علوم کا اصل منبع ومآخذ تھا۔

ان ہی کبار شیوخ میں عطاء بن ابی رباح ایک مشہور تابعی تھے، آپ شیخ الاسلام اور مفتی الحرم کے لقب سے جانے جاتے تھے، آپ کی ولادت حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی دورِ خلافت میں ہوئی تھی، آپ متعدد صحابۂ کرام کی خدمت میں رہے، اوران کی صحبت سے فیض حاصل کیا، آپ نے حضرت عائشہ، ام سلمہ اورام ہانی، ابوہریرہ، ابنِ عباس، حکیم بن حزام، صفوان بن امیہ، ابن زبیر، عبداللہ بن عمرو، ابنِ عمر، جابر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے کبار صحابۂ کرام سے حدیث سنی تھی۔ [1]

---

[1] عطاء بن أبی رباح أسلم القرشی مولاهم......الإمام، شیخ الإسلام، مفتی الحرم، أبو محمد القرشی مولاهم المکی.....ولد :فی أثناء خلافة عثمان .حدث عن :عائشة، وأم سلمة، وأم هانء، وأبی هریرة، وابن عباس، وحکیم بن حزام، ورافع بن خدیج، وزید بن أرقم، وزید بن خالد الجهنی، وصفوان بن أمیة، وابن الزبیر، وعبد الله بن عمرو، وابن عمر، وجابر، ومعاویة، وأبی سعید، وعدة من الصحابة (مناقب الإمام أبی حنیفة وصاحبیه للذهبی، ص ۱۹)

چنانچہ آپ استفادہ کی غرض سے حضرت عطاء بن ابی رباح کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہاں بھی روز بروز آپ کی ذہانت اور فہم وفراست کے جوہر ظاہر ہوتے رہے، جس کی وجہ سے استاذ کی نظر میں آپ کا وقار بڑھتا گیا، یہاں تک جب آپ حلقۂ درس میں جاتے، تو عطاء بن ابی رباح آپ کو اپنے قریب اور پہلو میں جگہ دیتے، حضرت عطاء بن ابی رباح کی وفات ۱۱۵ھ میں ہوئی، اس دوران آپ ان کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہے، اور مستفید ہوئے۔

اور اسی وجہ سے عطاء بن ابی رباح کو آپ کے کبار شیوخ میں شمار کیا جاتا ہے، اور آپ اکثر اپنے شیخ یعنی حضرت عطاء کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ:

> ’’میں نے اپنی زندگی میں حضرت عطاء بن ابی رباح سے زیادہ افضل (اور عزت واکرام والا) کسی شخص کو نہیں پایا‘‘ [1]

عطاء بن ابی رباح کے علاوہ آپ نے مکہ معظّمہ میں جن سے حدیث کی سند لی، ان میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا نام خصوصی طور پر ملتا ہے، حضرت عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام اور شاگرد تھے، حضرت ابنِ عباس نے نہایت توجہ اور کوشش سے ان کی تعلیم وتربیت کی تھی، اس لئے آپ کو حضرت عکرمہ سے بھی شرفِ تلمّذ حاصل ہوا۔ [2]

مدینہ کا سفر

اسی زمانہ میں آپ نے حدیث کی مزید تحصیل کے لئے مدینہ کا بھی سفر کیا۔

مدینہ اس وقت فقہ وحدیث کے علم میں، صحابہ کے بعد تابعین کے گروہ میں سے سات اشخاص کا مرجع تھا کہ جن کو ’’فقہائے سبعہ‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ان میں حضرت سعیدؒ بن مسیّب، عروہؒ، قاسمؒ، ابوبکرؒ بن عبدالرحمان، عبیداللہؒ بن عبیداللہ بن عتبہ، خارجہؒ بن زید بن ثابت اور سلیمانؒ بن یسار رحمہم اللہ عنہم اجمعین

---

[1] عن أبی حنيفة، قال:ما رأيت فيمن لقيت أفضل من عطاء بن أبی رباح (سير اعلام النبلاء، ج۵، ص ۸۳)
وروى عن :عطاء بن أبی رباح، وهو أكبر شيخ له، وأفضلهم -على ما قال (ايضاً، ج۶، ص ۳۹۱)

[2] عكرمة أبو عبد الله القرشی مولاهم، العلامة، الحافظ، المفسر، أبو عبد الله القرشی مولاهم، المدنی، البربری الأصل، قيل :كان لحصين بن أبی الحر العنبری، فوهبه لابن عباس.
حدث عن :ابن عباس، وعائشة، وأبی هريرة، وابن عمر، وعبد الله بن عمرو، وعقبة بن عامر، وعلی بن أبی طالب (سير اعلام النبلاء، ج۵، ص ۱۲،تحت رقم الترجمة ۹)

Idara Ghufran

جیسی بزرگ ہستیاں شامل ہیں۔ [1]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جب مدینہ پہنچے، تو ان بزرگ ہستیوں میں سے صرف دواشخاص حضرت سلیمان بن یسار اور سالم بن عبداللہ رحمہما اللہ حیات تھے، سلیمان حضرت ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، اور فقہاء سبعہ میں فضل وکمال کے لحاظ سے آپ کا دوسرا نمبر تھا، اور سالم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ چنانچہ آپ ان دونوں بزرگ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوئے، احادیث سنیں، شرفِ تلمّذ حاصل کیا اور صحبت سے فائدہ اٹھایا۔

اساتذۂ کرام

ایک روایت کے مطابق امام ابوحفص کبیر نے آپ کے اساتذۂ کرام کے نام شمار کرنے کا حکم دیا، حکم کے مطابق شمار کئے گئے حضرات کی تعداد کم وبیش چار ہزار کے قریب تھی، علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے جہاں آپ کے استاذ وشیوخ کے نام ذکر کئے ہیں، وہاں ساتھ ہی اخیر میں "وخلق کثیر" کا لفظ بھی لکھا ہے۔ [2]

اس کے علاوہ اور بہت سے حضرات نے آپ کے بہت سے اساتذۂ کرام کا نام بقیدِ نسب ذکر کیا ہے، جن کی تعداد بعض اقوال کے مطابق ۳۱۹ یا ۲۸۰ بنتی ہے۔

آپ کی جائے ولادت اور مسکن کوفہ میں حضرت عامر بن شرحبیل شعبی رحمہ اللہ علمِ حدیث میں آپ کے بڑے شیخ شمار ہوتے ہیں۔ [3]

---

[1] أن الفقهاء السبعة الذين كان أبو الزناد يذكرهم :سعيد بن المسيب، وعروة، والقاسم، وأبو بكر بن عبد الرحمن، وعبيد الله بن عبد الله بن عتبة، وخارجة بن زيد بن ثابت، وسليمان بن يسار (سير اعلام النبلاء، ج۴، ص ۴۱۷، تحت رقم الترجمة ۱۶۵)

[2] وحدث عن عطاء ونافع وعبد الرحمن بن هرمز الأعرج وعدى بن ثابت وسلمة بن كهيل وأبى جعفر محمد بن على وقتادة وعمرو بن دينار وأبى إسحاق وخلق كثير (تذكرة الحفاظ، ج ۱، ص ۱۲۷)

[3] الشعبى علامة التابعين أبو عمرو عامر بن شراحيل الهمدانى الكوفى ....وهو اكبر شيخ لابى حنيفة (تذكرة الحفاظ، ج ۱، ص ۷۹)

وروى أبو حنيفة عن عطاء بن أبى رباح وقال :ما رأيت أفضل منه .وعن عطية العوفى، ونافع، وسلمة بن كهيل، وأبى جعفر الباقر، وعدى بن ثابت، وقتادة، وعبد الرحمن بن هرمز الأعرج، وعمرو بن دينار، ومنصور، وأبى الزبير، وحماد بن أبى سليمان، وعدد كثير (تاريخ الاسلام للذهبى، ج۳ ،ص ۹۹۰))

وسمع الحديث من عطاء بن أبى رباح بمكة، وقال :ما رأيت أفضل من عطاء ، وسمع من عطية الكوفى، وعبد الرحمن بن هرمز الأعرج، وعكرمة، ونافع، وعدى بن ثابت، وعمرو بن دينار، وسلمة بن كهيل، وقتادة بن دعامة، وأبى الزبير، ومنصور، وأبى جعفر محمد بن على بن الحسين، وعدد كثير من التابعين (مناقب الإمام أبى حنيفة وصاحبيه للذهبى، ص ۱۹)

تذکرۂ اولیاء حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ (قسط23) مولانا محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث

دجال کے نکلنے کی جگہ اور اس کے پیروکار

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا :خُرَاسَانُ، يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ "

(مسند احمد، رقم الحديث ١٢، ترمذی، بَاب مَا جَاءَ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ، حديث نمبر ٢١٦٣، ابنِ ماجه، حديث نمبر ٤٠٦٢؛ مسند ابی يعلیٰ الموصلی؛ مستدرک حاکم بتعليق الذهبی فی التلخيص: صحيح) [1]

ترجمہ: ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ دجال ایک مشرقی خطہ سے نکلے گا جس کو خراسان کہا جاتا ہوگا، ایسی قومیں اس کی اطاعت اختیار کریں گی، جن کے چہرے چمڑا چڑھے ہوئے ڈھالوں کی طرح چوڑے چکلے، اُبھرے ہوئے ہوں گے (مسند احمد، ترمذی، حاکم)

قرآن وسنت میں قیامت سے پہلے کی چھوٹی بڑی بہت سی نشانیوں کا ذکر آیا ہے، دجال کا نکلنا بھی قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے، دجال کی موجودگی کا ذکر مسلم شریف اور ابوداؤد کی حدیث میں بھی آیا ہے۔

چنانچہ حضرت فاطمہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے کا اعلان سنا کہ نماز کے لیے جمع ہوجاؤ، پس میں نکلی، آپ ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور آپ مسکرا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ہر شخص اپنی جگہ بیٹھا رہے، پھر آپ نے پوچھا کہ جانتے ہو میں نے کیوں تمہیں جمع کیا ہے، لوگوں

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح.

نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کسی ترغیب وترھیب پر مشتمل وعظ ونصیحت کے لیے تمہیں نہیں جمع کیا، بلکہ اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری ایک عیسائی آدمی تھے، تو وہ آئے ہیں، انہوں نے بیعت کی اور اسلام قبول کیا اور انہوں نے ایسا ایک واقعہ بیان کیا جو دجال کے متعلق میری بیان کردہ پیشین گوئیوں کے موافق ہے، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ایک (مرتبہ) کشتی پر تیس آدمیوں کے ہمراہ سوار ہوئے جو قبیلہ لخم وجزام سے تعلق رکھتے تھے، تو مہینہ بھر سمندر کی موجیں انہیں ادھر ادھر بھٹکاتی پھراتی رہیں، اور انہوں نے مغرب کی طرف ایک (سمندری) جزیرہ میں پناہ لی، اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرہ میں داخل ہوئے، وہاں ان کو ایک ایسا جانور ملا جس کے بال موٹے موٹے اور بہت زیادہ تھے، انہوں نے اس سے کہا کمبخت! تو کیا چیز ہے؟ وہ جانور بولا کہ میں جساسہ ہوں، اس گرجے میں ایک آدمی موجود ہے، اور اسے تمہاری باتیں سننے کا اشتیاق ہے، اس لیے اس کے پاس چلو، وہ (یعنی تمیم داری رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ جب اس نے ہمارے سامنے ''ایک آدمی'' کا ذکر کیا تو ہمیں ڈر لگا کہ کہیں یہ جانور شیطان نہ ہو؟

(بہرحال) ہم جلدی جلدی روانہ ہوئے، یہاں تک کہ اس گرجے میں داخل ہوگئے، وہاں ہم نے ایک بہت بڑا آدمی دیکھا، اس سے بڑا اور عظیم الجثہ آدمی ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ بہت مضبوط بندھا ہوا تھا، اور اس کے ہاتھ اس کی گردن پر بندھے ہوئے تھے۔

پھر راوی نے مزید بھی حدیث بیان کی (جس میں یہ بھی تھا) کہ قید میں جکڑے ہوئے شخص نے نخلِ بیسان، اور زغر کے چشمے اور نبیِ امی ﷺ کے متعلق ان سے پوچھا۔ اُس (قید میں جکڑے ہوئے شخص) نے کہا کہ میں مسیح دجال ہوں، اور عنقریب مجھے خروج کی اجازت مل جائے گی۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ (دجال) شام کے سمندر یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف سے (آئے گا) دو مرتبہ فرمایا، اور اور اپنے دستِ مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ بھی فرمایا۔

حضرت فاطمہ بنتِ قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ حدیث میں نے (بغیر کسی واسطہ کے

خود) رسول اللہ ﷺ سے (سُن کر) یاد کی ہے (ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب فی خبر الجساسۃ؛ مسلم، حدیث نمبر ۵۲۳۵؛ ابنِ حبان؛ المعجم الکبیر، حدیث نمبر ۹۵۸)

ایک روایت میں دجال کے نکلنے کی جگہ اصفہان کو بتلایا گیا ہے، اور ایک روایت میں یہودیہ نامی بستی کو بتلایا گیا ہے، ان میں حقیقتاً کوئی ٹکراؤ نہیں کیونکہ یہودیہ سے مراد تو اصفہان ہی ہے، یہودیوں کے وہاں آباد ہونے کی وجہ سے اسے معروف نام اصفہان کی بجائے بعض روایات میں آبادکاروں کی نسبت سے یہودیہ کہہ دیا گیا ہے۔

اور چونکہ دجال کے فتنہ کے مختلف مراحل ہوں گے۔ ایک مرحلے میں وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا پھر اگلے مرحلے میں اس سے ترقی کر کے اُلوہیت اور ربوبیت کا دعویٰ کرے گا۔ تو ایک دعویٰ کے ساتھ اس کا ظہور ایک جگہ یعنی اصفہان سے ہوگا، پھر اگلے مرحلے میں خراسان پہنچ کر اس سے بڑے دعوے کے ساتھ ظہور کرے گا، واللہ اعلم۔

فتنوں سے بچاؤ اور ہلاکت کی چیزیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَلْإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْكُفْرُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ، وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ، يَأْتِي الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَهِمَّتُهُ الْمَدِينَةَ، حَتَّى إِذَا جَاءَ دُبُرَ أُحُدٍ، ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ، وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ "

(مسند احمد بن حنبل، حديث نمبر ۹۲۸۶، صحيح وهذا اسناد حسن، حاشيه مسند احمد، ترمذی، بَاب مَا جَاءَ فِي الدَّجَّالِ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ)

ترجمہ: ایمان یمنی ہے، اور کفر مشرق کی طرف سے آئے گا، بکریوں والے اطمینان میں ہیں، اور فدادین یعنی گھوڑوں اور اونٹوں کے مالک فخر اور ریاء میں ہیں (یاد رکھو) مسیح (دجال) آئے گا، اور مدینہ جانے کا اُس کا ارادہ ہوگا، یہاں تک کہ جب وہ اُحد پہاڑ کے پیچھے پہنچے گا، تو فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے، اور وہ وہیں ہلاک ہوگا (مسند احمد، ترمذی)

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.

پیارے بچو! حافظ محمد ریحان

ایک اچھا بچہ اپنا دن کیسے گزارے.....!

پیارے بچو! عمر ایک اچھا بچہ ہے، وہ جماعت میں ہمیشہ اول آتا ہے، صاف ستھرا لباس پہنتا ہے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم کرتا ہے، پورا دن چاق و چوبند رہتا ہے، کیا آپ کو بھی عمر کی طرح بننا ہے، تو پھر آپ کو بتاتے ہیں کہ عمر اپنا پورا دن کیسے گزرتا ہے۔

عمر صبح سویرے اٹھتا ہے، اٹھنے کے بعد نماز کی تیاری کرتا ہے، مسجد اس کے گھر سے قریب ہے، اپنے والد کے ساتھ مسجد جاتا ہے، اور جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتا ہے، نماز پڑھنے کے بعد گھر لوٹتا ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، تلاوت کے بعد گھر کے قریبی پارک میں جا کر ورزش کرتا ہے، اس کے بعد گھر پہنچتا ہے، ناشتہ کرتا ہے، اتنے میں سکول کا وقت آن پڑتا ہے، اس لئے جلد تیار ہو کر سکول روانہ ہوتا اور وقت پر سکول پہنچتا ہے، سبق چستی اور دھیان سے سنتا اور جو بات نہ سمجھ آئے، استاذ سے فوراً پوچھتا ہے، اتنے میں چھٹی کا وقت ہو جاتا ہے، سکول کی گھنٹی (Bell) بجنے پر چھٹی کر کے گھر آتا ہے، عصر سے مغرب کے دوران پڑھنے سے بچتا ہے، عصر کے بعد کبھی تو اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل کود کر لیتا ہے، اور کبھی اپنے والد کے ساتھ رشتہ داروں کے ہاں چلا جاتا ہے۔

مغرب کے بعد اپنی کتابیں کھولتا اور روزانہ کے سبق یاد کرتا اور اگلے روز ہونے والا سبق پڑھتا اور تیار کرتا ہے۔ عشاء سے پہلے کھانا کھالیتا ہے، عشاء کے بعد جلدی سو جاتا ہے۔

چھٹی کے روز بھی صبح سویرے اٹھتا ہے، روزانہ کے معمول کے مطابق سارے کام سرانجام دیتا ہے، اور چھٹی کا دن کسی اچھی کتاب کے پڑھنے یا پھر ماں باپ اور بھائیوں کے ساتھ بات چیت میں گزارتا ہے۔

پیارے بچو! آپ کو بھی عمر کی طرح دن گزارنا چاہئے، فضول کاموں میں وقت ضائع کرنے سے بچنا چاہئے، اور اچھے دوستوں کے ساتھ میل جول رکھنا چاہئے، جن بچوں سے استاذ میل جول رکھنے سے منع کرے، ان سے بچنا اور دور رہنا چاہئے، رات گئے جاگنے سے بچنا اور جلدی سونے، جلدی اٹھنے کی عادت اپنانی چاہئے۔

آپ اس معمول پر چلنے اور پابندی سے دنیا و آخرت کی ایک اچھی منزل پر پہنچ سکتے ہیں۔

Idara Ghufran

بزمِ خواتین مولانا طلحہ مدثر

خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے

(چودہویں و آخری قسط)

اس بچے نے بادشاہ سے کہا ”تو مجھے صرف ایک ہی طریقہ سے قتل کر سکتا ہے“

بادشاہ نے پوچھا ”وہ کیا“؟

بچے نے کہا ”تو لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر اور مجھے سولی پر چڑھا دے پھر میرے ترکش میں سے ایک تیر لے اور اس کو کمان میں لگا کر یہ الفاظ کہو کہ:

”اس اللہ کے نام سے جو اس بچے کا رب ہے“

پھر مجھے اس سے مار، بس یہی ایک ایسا طریقہ ہے جس سے تو مجھے مار سکتا ہے“

چنانچہ بادشاہ نے لوگوں کو جمع کیا اور اسکو سولی پر لٹکا کر اسکے ترکش میں سے تیر لیا اور کمان میں لگا کر یہ کہا ”اس اللہ کے نام سے جو اس بچہ کا رب ہے“ اور پھر تیر مارا جیسا کہ بچے نے کہا تھا، تیر سیدھا بچے کی کنپٹی پر لگا اور وہ شہید ہو گیا۔

جب لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو ان کو بچے کے دین کی حقانیت کا یقین ہو گیا، اور وہ ایمان لے آئے، بادشاہ کو اسکے درباریوں نے رپورٹ پیش کی کہ جس چیز سے آپ کو ڈر تھا وہ ہو گئی ہے سب لوگ ایمان لے آئے ہیں، بادشاہ نے محلوں اور چوراہوں میں خندقیں کھودنے کا حکم دیا اور کہا کہ اس میں آگ دہکاؤ اور ان مسلمانوں میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے تو ٹھیک ورنہ اسے اس آگ میں جھونک دو۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جو اپنے دین سے پھر جاتا وہ تو بچ جاتا اور جو ثابت قدم رہتا اسکو آگ میں ڈال دیا جاتا، یہاں تک کہ ایک عورت کو لایا گیا جس کی گود میں شیر خوار بچہ تھا، جب اسکو بھی یہی پیش کش کی گئی تو اسکو ایمان پر قائم رہنے میں کچھ تذبذب ہوا جس پر اسکے شیر خوار بچے نے اسے تسلی دی، اور کہا کہ ”اے میری ماں بے فکر ہو کر اس آگ میں کود جا بیشک تو ہی حق پر ہے“

سورہ بروج میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ .وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ.وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ .قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ .النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ .إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ .وَهُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ .وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ .الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ .إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ .
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ (سورة البروج، رقم الآیات ۱ الیٰ ۱۱)

ترجمہ:قسم ہے برجوں والے آسمان کی،اوراس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے،اورحاضر ہونے والے کی اوراسکی جسکے پاس لوگ حاضر ہوں،کہ خدا کی مار ہے ان خندق (کھودنے) والوں پر،اس آگ والوں پر جو ایندھن سے بھری ہوئی تھی،جب وہ اسکے پاس بیٹھے تھے،اور وہ ایمان والوں کے ساتھ جو کچھ کررہے تھے،اس کا نظارہ کرتے جاتے تھے،اور وہ ایمان والوں کو کسی اور بات کی نہیں،صرف اس بات کی سزادے رہے تھے کہ وہ اس اللہ پر ایمان لے آئے تھے جو بڑے اقتدار والا،بہت قابل تعریف ہے،جسکے قبضے میں سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اوراللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔بے شک جنہوں نے ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو ستایا پھر توبہ نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اوران کے لیے جلانے والا عذاب ہے۔بے شک جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے نیک کام بھی کیے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہی بڑی کامیابی ہے(سورہ بروج)

فائدہ:محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ یہ لڑکا عبداللہ بن تامر جس جگہ مدفون تھے،اتفاقاً کسی ضرورت سے وہ زمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کھودی گئی،تو اس میں عبداللہ بن تامر کی لاش صحیح سالم اس طرح برآمد ہوئی کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے،اوران کا ہاتھ ان کی کنپٹی پر رکھا ہوا تھا،جہاں تیر لگا تھا،کسی دیکھنے والے نے ان کا ہاتھ اس جگہ سے ہٹایا،تو زخم سے خون جاری ہوگیا،پھر ویسے ہی رکھ دیا،تو بند ہوگیا، عاملِ یمن نے اس واقعہ کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دی،تو آپ نے جواب میں لکھا کہ ان کو اُن کو اِن کی ہیئت پر اسی طرح چھپادو،جیسے پہلے تھے(کمافی روایة الترمذی، رقم الحدیث ۳۳۴۰)

دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہنے کا حکم

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِیْ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، كُنْ فِی الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ، أَوْ كَأَنَّكَ عَابِرُ سَبِيْلٍ، وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ (مسند احمد، 4114)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کا ایک حصہ پکڑ کر فرمایا کہ اے عبداللہ! دنیا میں اس طرح رہو، گویا کہ آپ اجنبی ہیں، یا گویا کہ آپ راستہ سے گزرنے والے (مسافر) ہیں، اور خود کو قبر والوں میں (یعنی مردہ) شمار کرو (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ انسان کو دنیا میں اس طرح رہنا چاہئے، جیسا کہ کوئی پردیس اور اجنبی جگہ میں ہوتا ہے، یا پھر سفر میں ہوتا ہے اور موت یقینی ہے اور وہ کسی بھی وقت آسکتی ہے، اس لئے اپنے آپ کو ہمہ وقت مرنے کے لئے تیار رکھنا چاہئے۔

اور اسی وجہ سے احادیث میں فرمایا گیا کہ تم دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح زندگی گزارو، اور اس سے بے جا دل نہ لگاؤ، کیونکہ اس سے دل لگانا نقصان دہ ہے۔

Idara Ghufran

دنیا کے ساتھ انسان کے تعلق کا معیار

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِضۡطَجَعَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيۡرٍ، فَأَثَّرَ فِيۡ جَنۡبِهٖ، فَلَمَّا اسۡتَيۡقَظَ، جَعَلۡتُ أَمۡسَحُ جَنۡبَهٗ، فَقُلۡتُ: يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ، أَلَا آذَنۡتَنَا حَتّٰى نَبۡسُطَ لَكَ عَلَى الۡحَصِيۡرِ شَيۡئًا؟ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: مَا لِيۡ وَلِلدُّنۡيَا؟ مَا أَنَا وَالدُّنۡيَا؟ إِنَّمَا مَثَلِيۡ وَمَثَلُ الدُّنۡيَا كَرَاكِبٍ ظَلَّ تَحۡتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا (مسند احمد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس کے نشانات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر پڑ گئے تھے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو میں آپ کے پہلو پر ہاتھ پھیرنے لگا اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں حکم فرماتے کہ ہم اس چٹائی پر کچھ بچھا دیتے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا غرض، مجھے دنیا سے کیا مطلب، میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی سی ہے جو تھوڑی دیر ستانے (یعنی آرام کرنے) کے لیے کسی درخت کے سائے تلے ٹھہرا، پھر اسے چھوڑ کر چل پڑا (مسند احمد 3709)

اس طرح کی احادیث سے دنیا کے ساتھ انسان کے تعلق پر روشنی پڑتی ہے، لہٰذا دنیا سے دل لگا کر اور دنیا سے دل لگی والے کاموں میں لگ کر آخرت کی قیمتی زندگی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہئے۔

Idara Ghufran

فضول اور لغویات سے اعراض کرنے کا حکم

سورہ مومنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَدۡ أَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ. الَّذِيۡنَ هُمۡ فِيۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ .وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ (سورة المومنون، رقم الآية ١، ٢، ٣)

ترجمہ: یقیناً کامیاب ہوگئے وہ مومنین جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں، اور جو لغو چیزوں سے بچنے والے ہیں (سورہ مومنون)

اور سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغۡوَ أَعۡرَضُوۡا عَنۡهُ وَقَالُوۡا لَنَا أَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ أَعۡمَالُكُمۡ سَلَامٌ عَلَيۡكُمۡ لَا نَبۡتَغِي الۡجَاهِلِيۡنَ (سورة القصص، رقم الآية ٥٥)

ترجمہ: اور جب یہ (مومن وصالح) لوگ سنتے ہیں لغوبات، تو اعراض کرتے ہیں اس سے، اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں، اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں، تم پر سلام ہو، ہم پیچھے نہیں پڑتے جاہلوں کے (سورہ قصص)

فائدہ: انسان کیونکہ ایک عظیم مقصد کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہے، اس لئے اپنے مقصد کو کامیاب بنانے میں جو چیزیں رکاوٹ ہیں، ان سے پرہیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پس اپنی زندگی کو ایسے کاموں سے بچا کر رکھنا چاہئے، جو بے فائدہ اور فضول ہوں۔

Idara Ghufran

دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی یا خلافِ حقیقت بات بیان کرنا

حضرت حیدہ بن قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ (سنن ترمذی)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ویل ہے اُس شخص کے لئے جو کوئی جھوٹی بات لوگوں کو ہنسانے کے لئے کرے، اُس کے لئے ویل ہے، اُس کے لئے ویل ہے(ترمذی،2315)

ویل درحقیقت جہنّم کے انتہائی ذلت آمیز اور شدید عذاب کو کہا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہنسانے کی غرض سے جھوٹ بولنے والے کے لئے تین مرتبہ ویل کے عذاب کی وعید سنائی، جس سے دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ کے گناہ کا شدید عذاب اور ہلاکت کا باعث ہونا معلوم ہو۔

جھوٹ میں بے شمار خرابیاں جمع ہیں، اور ہنسی کے طور پر جھوٹ بولنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے، اور نسیان اور بھول اور حماقت اور اوچھے پن کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی یا خلافِ حقیقت بات کرنا، یا ذرائع ابلاغ وغیرہ پر کسی بھی طریقہ سے دوسرے لوگوں کے جھوٹے خاکے بنا کر ان کا تمسخر یا مذاق اڑانا، اور اس سب کو پسند کرنا انتہائی تشویشناک عمل ہے۔

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

جڑواں شہروں(Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم

(دوسری وآخری قسط)

جڑواں شہروں (Twin cities) میں قصر وسفر کے حکم سے متعلق مفتی محمد رضوان صاحب کا ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا جارہا ہے(......ادارہ......)

(7)......سفر وقصر میں موضع کے متحد ومستقل ہونے کا مدار عرف پر ہے

اس سلسلہ میں ساتواں اصول یا قاعدہ یہ ہے کہ سفر وقصر کے اعتبار سے کسی مقام یا آبادی کے متحد یا مستقل ہونے کا اصل مدار عرفِ عام پر ہے۔

اور عرف ہر زمانہ اور مقام کا الگ ہوسکتا ہے، لہٰذا زمان ومقام کے اعتبار سے وہاں کے عرفِ عام کو ہی وہاں کے لئے حجت سمجھا جائے گا۔

چنانچہ الموسوعۃ الفقہیۃ میں ہے:

یصیر المقیم مسافرا إذا تحققت الشرائط الآتیة:

الشریطة الأولی :الخروج من المقام، أی موطن إقامته، وهو أن یجاوز عمران بلدته ویفارق بیوتها، ویدخل فی ذلک ما یعد منه عرفا کالأبنیة المتصلة، والبساتین المسکونة،والمزارع ، والأسوار، وذلک علی تفصیل بین المذاهب سیأتی بیانه(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۲۷ ص ۲۶۹ ،مادة ”صلاة المسافر“)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو مقام وخطہ کسی شہر یا موضع کا عرف میں حصہ وجزو سمجھا جاتا ہو، مقیم شخص کے مسافر ہونے کے لئے اس سے خروج ضروری ہے، اور کون سا مقام وخطہ کس موضع یا شہر یا آبادی کا حصہ سمجھا جاتا ہے؟ اس میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں، اور ہمارے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہ اختلاف عرف کے اختلاف پر مبنی ہے۔

Idara Ghufran

چنانچہ فقہائے کرام نے اپنے اپنے عرف کے مطابق تفریع کرتے ہوئے مختلف مواضع کے اعتبار سے خروج کو معتبر قرار دیا ہے۔ [1]

ورنہ اصل مدار عرف پر ہی ہے۔

اس لئے کسی زمانہ اور جگہ کے عرف پر مبنی قول کو ہر جگہ اور ہر زمانہ کے لئے حجت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ [2]

---

[1] المكان الذى يبدأ منه القصر :قال الفقهاء :يبدأ المسافر القصر إذا فارق بيوت المصر، فحينئذ يصلى ركعتين .وأصله ما روى أنس -رضى الله عنه -قال :صليت الظهر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة أربعا، وصليت معه العصر بذى الحليفة ركعتين، وما روى عن على -رضى الله عنه :-أنه لما خرج من البصرة يريد الكوفة صلى الظهر أربعا ثم نظر إلى خص أمامه وقال :لو جاوزنا هذا الخص صلينا ركعتين.

والمعتبر مفارقة البيوت من الجانب الذى يخرج منه، وإن كان فى غيره من الجوانب بيوت .ويدخل فى بيوت المصر المبانى المحيطة به، والنبى صلى الله عليه وسلم لم يقصر فى سفره إلا بعد الخروج من المدينة والقريتان المتدانيتان المتصل بناء إحداهما بالأخرى، أو التى يرتفق أهل إحداهما بالأخرى فهما كالقرية الواحدة، وإلا فلكل قرية حكم نفسها يقصر إذا جاوز بيوتها والأبنية التى فى طرفها.

وساكن الخيام يقصر إذا فارق خيام قومه ومرافقها، كملعب الصبيان، والبساتين المسكونة المتصلة بالبلد، ولو حكما لا يقصر إلا إذا فارقها إن سافر من ناحيتها، أو من غير ناحيتها، وكان محاذيا لها عند المالكية.

ويقصر سكان القصور والبساتين وأهل العزب إذا فارقوا ما نسبوا إليه بما يعد مفارقة عرفا .

والبلدة التى لها سور، لا يقصر إلا إذا جاوزه وإن تعدد، كما قال الشافعية.

وقالوا أيضا :يعتبر مجاوزة عرض الوادى إن سافر فى عرضه، والهبوط إن كان فى ربوة، والصعود إن كان فى وهدة .وهذا إن سافر فى البر، ويعتبر فى سفر البحر المتصل ساحله بالبلد جرى السفينة أو الزورق، فيقصر بمجرد تحركها، أما إذا كان البحر بعيدا عن المدينة فالعبرة بمجاوزة سور المدينة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٧ ص ٢٦٩ ،مادة "صلاة المسافر")

[2] چنانچہ بعض کتبِ فقہ میں بقدرِ غلوہ فاصلہ کو انقطاع کی اور اس سے کم فاصلہ کو عدمِ انقطاع کی علامت قرار دیا گیا ہے، جس کے پیشِ نظر بعض معاصر اہلِ علم ہر جگہ انقطاع یا عدمِ انقطاع کے لئے اسی کو حجت و معیار سمجھتے ہیں، اور بڑے شہروں کے درمیان اتنا یا اس سے زیادہ انقطاع پائے جانے پر اور دو مستقل شہروں کے مابین اس سے کم انقطاع پائے جانے پر مواضع کے مستقل و متحد ہونے کا مدار رکھتے ہیں، حالانکہ غلوہ کی مقدار رسمِ ناقص کے درجہ کی علامت ہے، ورنہ اگر کسی جگہ کے عرفِ عام سے کسی موضع کا مستقل یا متحد ہونا طے ہو جائے، تو بقدرِ غلوہ مقدار کو حجت قرار نہیں دیا جائے گا، جیسا کہ جمعہ کے سلسلہ میں مصر و بلد کی علامات ہر دور میں بیان کی جاتی رہی ہیں، مگر اس کا اصل مدار بھی عرف پر ہے، اور جس طرح کسی ایک زمانہ و مقام کے عرف کو دوسرے مقام و زمانہ کے لئے معیار و حجت قرار دینا درست نہیں، اسی طرح بقدرِ غلوہ فاصلہ کو بھی عرف کے مقابلہ میں معیار و حجت قرار دینا درست نہیں۔

چنانچہ احسنُ الفتاویٰ میں ہے:

> دو بستیوں کے درمیان وجود مزارع یا قدر غلوہ (١٦ء١٣٧ میٹر) علامت انقطاع ہے۔ معہٰذا اگر دو مواضع عرفِ عام میں ایک ہی شہر کے دو محلے سمجھے جاتے ہوں تو فصلِ مذکور کے باوجود دونوں کو ایک موضع قرار دیا جائے گا (احسن الفتاویٰ ج۴ص۷۵، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ہمارا دوسرا رسالہ "بداية السفر والقصر فى حالة الحضر والمصر"

چنانچہ امداد الفتاویٰ میں ہے:

اگر کوئی آبادی ایسی ہو کہ اہلِ عرف اس کے مجموعۂ اجزاء کو باوجود کسی قدر فصل کے ایک آبادی سمجھتے ہوں وہاں مجموعہ کا اعتبار کیا جائے گا، لیکن صرف ایک نام ہونا کافی نہیں کیونکہ ضلع وقسمت (غالباً تحصیل) کا نام بھی ایک ہی ہوتا ہے بلکہ وحدۃِ تسمیہ کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کو ایک آبادی سمجھتے ہوں (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۱۷، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ والعیدین)

اس عبارت میں اہلِ عرف کے ایک آبادی سمجھنے پر باوجود کسی قدر فصل کے اتحادِ آبادی کا مدار رکھا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ وحدتِ آبادی کے لئے عرف کا اعتبار ہے، جیسا کہ اسلام آباد اور راولپنڈی دونوں شہروں کی آبادی کو کسی بھی جہت سے عرفِ عام میں ایک آبادی نہیں سمجھا جاتا، لہٰذا عرفِ عام کی بناء پر باوجود کسی قدر اتصال کے دونوں کو اتحاد کا حکم حاصل نہ ہوگا۔

اور امداد الفتاویٰ ہی میں ایک مقام پر ہے:

قصر وعدمِ قصر کا مدار تو بالاتفاق اتحادِ موضعین پر ہے اور وجوبِ جمعہ وعدمِ وجوب کے مدار میں اختلاف ہے، بعض اقوال میں اتحادِ موضعین پر ہے اور سماعِ اذان وعدمِ سماع کا اس میں کوئی دخل نہیں جس کے کلام سے اس کے ساتھ تحدید مفہوم ہوتی ہے، مقصود اس سے محض تمثیل کے طور پر امارۃ کا بیان کرنا ہے اور بعض اقوال میں عدمِ لحوق مشقت پر (آگے درمختار کی عبارت درج فرمانے کے بعد لکھتے ہیں) پس قولِ اول پر ان دونوں موضعوں کو دیکھا جاوے گا کہ عرفاً دونوں مستقل سمجھے جاتے ہیں یا متحد (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۱، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ والعیدین)

اس عبارت میں قصر وعدمِ قصر کا مدار اتحادِ موضعین پر رکھا گیا ہے، پھر وجوبِ جمعہ وعدمِ وجوبِ جمعہ کے مسئلہ میں مدار بعض اقوال میں اتحادِ موضعین پر اور بعض میں عدمِ لحوقِ مشقت پر ہونے کو بیان کرکے قولِ اول پر جو کہ راجح ہے، عرفاً مستقل یا متحد سمجھے جانے کا حکم بیان کیا گیا ہے، پس سفر وقصر کے اعتبار سے بہرحال اتحادِ آبادی واختلافِ آبادی یا متحد ومستقل ہونے کا مدار عرف پر ہونا ہی معلوم ہوا۔

اور امداد الفتاویٰ کی مندرجہ بالا عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک موضع کی اذان کی آواز دوسرے موضع

میں پہنچنے نہ پہنچنے کے قول کا تعلق جمعہ کے مسئلہ سے ہے، نہ کہ قصر کے مسئلہ سے، اور بعض حضرات کا اذان کی آواز پہنچنے نہ پہنچنے کے قول پر آبادی کے مستقل یا متحد ہونے کا مدار رکھنا درست نہیں۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے سلسلہ میں سماعِ اذان کا قول شہر کی حد بندی کے طور پر نہیں، بلکہ تمثیل کے طور پر ہے، اور پیچھے قاعدہ نمبر 6 کے آخر میں گزر چکا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک جہاں کے رہائشیوں پر بذاتِ خود شہر کا حصہ ہونے کی وجہ سے جمعہ واجب ہو، وہ اتحاد کی علامت ہے۔ [1]

اور اسی مذکورہ عرف کے قاعدہ کی بناء پر اگر عرف میں دو جڑواں شہر مستقل اور الگ الگ سمجھے جاتے ہوں، تو وہ الگ الگ ہی شمار ہوں گے، اور ایک شہر کے مقیم کو سفر کرتے وقت اپنے شہر کی آبادی سے خروج کافی ہوگا، دوسرے متصل شہر کی آبادی سے خروج ضروری نہ ہوگا، جس کی مزید تفصیل کئی اردو کتبِ فقہ وفتاویٰ میں بھی ہے۔

---

[1] جہاں تک شہر کے قریب قریہ والوں کو سماعِ اذان کی وجہ سے شہر میں جا کر جمعہ پڑھنے کے حکم کا تعلق ہے، تو یہ حنفیہ کا ایک قول ہے، جس کے علاوہ بھی اقوال ہیں، علامہ شامی وغیرہ نے سماعِ اذان والے قول کی تضعیف کی ہے۔

واعلم أنه اختلف التصحيح فى لزوم حضور المصر للجمعة على مقيم بقرية قريبة من المصر واختيار المحققين من أهل الترجيح عدمه؛ لأنهم ليسوا مخاطبين بأدائها فعذرهم أسقط تكليفهم بالمجىء من قريتهم، ولا عبرة ببلوغ النداء ، ولا بالأميال ولا بإمكان العود للأهل، ولو صحح لا يتبع؛ لأن نص الحديث والرواية الظاهرية عن أصحابنا ينفيه اهـ .ملخصا من تحفة أعيان الفناء بصحة الجمعة والعيدين فى الفناء للشرنبلالى(منحة الخالق علىٰ البحرالرائق، ج٢،ص ١٥٣ ، كتاب الصلاة،باب صلاة الجمعة)

وصحح فى مواهب الرحمن قول أبى يوسف بوجوبها على من كان داخل حد الإقامة أى الذى من فارقه يصير مسافرا وإذا وصل إليه يصير مقيما، وعلله فى شرحه المسمى بالبرهان بأن وجوبها مختص بأهل المصر والخارج عن هذا الحد ليس أهله .اهـ.

قلت :وهو ظاهر المتون .وفى المعراج أنه أصح ما قيل .وفى الخانية المقيم فى موضع من أطراف المصر إن كان بينه وبين عمران المصر فرجة من مزارع لا جمعة عليه وإن بلغه النداء وتقدير البعد بغلوة أو ميل ليس بشىء هكذا رواه أبو جعفر عن الإمامين وهو اختيار الحلوانى وفى التتارخانية ثم ظاهر رواية أصحابنا لا تجب إلا على من يسكن المصر أو ما يتصل به فلا تجب على أهل السواد ولو قريبا وهذا أصح ما قيل فيه اهـ وبه جزم فى التجنيس .قال فى الإمداد :تنبيه قد علمت بنص الحديث والأثر والروايات عن أئمتنا الثلاثة واختيار المحققين من أهل الترجيح أنه لا عبرة ببلوغ النداء ولا بالغلوة والأميال فلا عليك من مخالفة غيره وإن صحح اهـ.

أقول :وينبغى تقييد ما فى الخانية والتتارخانية بما إذا لم يكن فى فناء المصر لما مر أنها تصح إقامتها فى الفناء ولو منفصلا بمزارع فإذا صحت فى الفناء لأنه ملحق بالمصر يجب على من كان فيه أن يصليها لأنه من أهل المصر كما يعلم من تعليل البرهان والله الموفق(رد المحتار على الدر المختار، ج٢،ص ١٥٣ ، كتاب الصلاة،باب الجمعة)

چنانچہ فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:

سوال:......آج کل شہر اتنے وسیع ہوگئے ہیں کہ بہت سی بستیاں اور گاؤں جو پہلے الگ تھے اب شہر سے ملحق ہوکر شہر کا ایک حصہ بن گئے ہیں مثال کے طور پر دہلی اور بمبئی اور دیگر شہر، البتہ پورا شہر مختلف محلوں اور حلقوں اور کالونیوں پر مشتمل ہوتا ہے، جن کے نام جدا جدا ہوتے ہیں، اب سفر میں جانے والا شخص اپنے محلّہ یا حلقہ کے حدود سے نکل کر مسافر بنے گا یا شہر دہلی کے حدود سے نکل کر مسافر بنے گا؟ اگر مسافرت شہر دہلی کے حدود سے نکل جانے پر شروع ہوتی ہوتو مزید ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہر دہلی کی آبادی دوسرے شہر غازی آباد کی آبادی سے ملی ہوئی ہے آبادی کا تو تسلسل ہے مگر آبادی کا نام حتی کہ ضلع اور صوبہ بھی بدل جاتا ہے، اب شہر دہلی کی حد کہاں تک مانی جائے جہاں تک سرکاری اعتبار سے اس کی حد ہے یا جہاں تک آبادی تسلسل ہے؟ بینواتوجروا۔

الجواب:......وطنِ اصلی یا وطنِ اقامت کی آبادی سے باہر ہوجانے پر شرعی مسافر کا اطلاق ہوگا، دوسری آبادی اگرچہ متصل ہو، مگر وہ دوسری آبادی ہے، دونوں کے نام الگ ہیں ،حکومت اور کارپوریشن (یعنی میونسپلٹی ،نگر پالیکا) نے دونوں آبادیوں کے حدود الگ الگ مقرر کئے ہیں، اس لئے وہ دونوں دو مستقل آبادیاں (یعنی شہر) شمار ہوں گی اور شرعی مسافر کا اطلاق اس وقت ہوگا، جب کہ اپنی آبادی (یعنی شہر) کے حدود سے تجاوز کرجائے اور اگر متصل ہونے کی وجہ سے کارپوریشن نے دونوں کو ایک کردیا ہوتو اب وہ آبادی شہر کا محلّہ ہے اور وہ محلّہ شہر کا جز ہے لہٰذا اب اس سے تجاوز ہونے پر مسافرت کے احکام جاری ہوں گے

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۱۸۰، ۱۸۱، احکام المسافر، ترتیب جدید)

مذکورہ فتوے سے معلوم ہوا کہ کسی آبادی کے مستقل یا متحد ہونے کا مدار عرف پر ہے، اور کارپوریشن وغیرہ کی حد بندی درحقیقت مستقل یا متحد ہونے کی امارات یا قرائن میں سے ہے، اور اس کی حیثیت عرفِ خاص سے زیادہ نہیں، اسی وجہ سے اگر عرفِ عام اس کے مقابلہ میں ہو، تو اسی کو ترجیح ہوگی، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

مولانا مفتی انعام الحق صاحب سیتامڑھی قاسمی (گجرات، ہند) ''احکام مسافر'' میں لکھتے ہیں:

اگر کوئی شہر پھیلتے ہوئے کسی علاقہ یا دوسرے شہر سے متصل ہوکر اپنے اندر اس کو شامل کر لے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی، اگر وہ علاقہ اور شہر عرف اور کارپوریشن میں اسی شہر کا حصہ سمجھا جانے لگے تو اب دونوں ایک شہر کے حکم میں ہوں گے اور مسافرت کا حکم اس قدیم شہر اور شامل شدہ شہر سے نکلنے کے بعد جاری ہوگا اور اگر عرف یا کارپوریشن میں دونوں کے حدود دو الگ الگ ہیں تو گو کہ رویتِ ظاہرہ میں دونوں ایک نظر آتے ہوں پھر بھی دونوں مستقلاً الگ الگ شہر کہلائیں گے، لہٰذا اپنے شہر سے نکلنے کے بعد مسافرت کے احکام جاری ہوں گے۔ اگرچہ وہ اس سے متصل آبادی ہو، دوجداگانہ محلّہ یا شہر کے متصل ہونے میں حضرت مفتی رشید احمد صاحب زید مجدہٗ لدھیانوی نے عرف کا اعتبار کیا ہے اور حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب نے کارپوریشن کے ملحق کرنے کا اعتبار کیا ہے، دونوں بزرگ کے الفاظ گرچہ مختلف ہیں مگر حقیقت ایک ہی ہے کیونکہ عموماً کارپوریشن سے ملحق عرف میں بھی ملحق متصور ہوتا ہے (احکامِ مسافر، ص۷۳، ۷۴، قصر کا بیان، مطبوعہ: زمزم پبلشرز، کراچی)

اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب، دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد (ہند) اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں:

دو شہروں کا اتصال ان کو ''ایک شہر'' نہیں بناتا، بلکہ وہ دو الگ الگ شہروں ہی کے حکم میں ہے، شہر کی تحدید بنیادی طور پر عرف پر موقوف ہے، اور اس زمانہ کا عرف یہ ہے کہ بلدیہ شہر کے جو حدود متعین کرتی ہے اس کو شہر کی حد سمجھا جاتا ہے، تو جب تک بلدیہ مکہ اور منیٰ کو دو علیحدہ شہر تصور کرے ان کا حکم دو شہروں کا ہوگا، فقہاء کی ان جزئیات سے غلط فہمی میں نہ پڑنا چاہئے جن میں شہر سے متصل دیہات کو شہر کے حکم میں رکھا گیا ہے، کیوں کہ دیہات کی حیثیت شہر کے تابع کی ہے اور دو شہروں کی حیثیت مستقل شہر کی ہے (حج وعمرہ کے جدید مسائل اور ان کا حل ص۱۳۶، ناشر: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی)

مطلب یہ ہے کہ فقہائے کرام نے شہر سے متصل جو چھوٹی آبادیوں کو شہر کا حصہ قرار دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح کی آبادیاں شہر کے تابع اور شہر کا حصہ شمار ہوتی ہیں، جبکہ وہاں کے باشندوں پر جمعہ واجب ہو، مگر شہر خود مستقل بالذات ہوتا ہے، وہ دوسرے شہر کے تابع نہیں ہوتا، یہ بات عرف کے بھی مطابق ہے، جس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

خلاصہ یہ کہ آبادی کے متحد یا مستقل ہونے کا مدار عرفِ عام پر ہے، اور بلدیہ یا کارپوریشن کی حد بندی عرف کی امارت یا علامت ہے، خود عرفِ عام نہیں۔

موجودہ دور کے بعض اہلِ علم حضرات کو یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ انہوں نے عرفِ عام کے مقابلہ میں رؤیتِ ظاہری (یعنی ظاہری اتصال وانفصال) کو ہی اصل معیار فرض کرلیا، اور پھر اس کے نتیجے میں یہ تصور قائم کرلیا کہ جب تک آبادی کا تسلسل ختم نہ ہو (خواہ ایک شہر کی حدود ختم ہونے کے بعد دوسرے مستقل شہر کی حدود بھی کیوں نہ شروع ہوگئی ہوں) اس وقت تک مبدأ سفر وقصر کا تحقق نہیں ہوگا، اور اسی بنیاد پر انہوں نے جڑواں شہروں کو قصر واتمام کے اعتبار سے مستقل کے بجائے متحد قرار دیا۔

حالانکہ مطلق آبادی کا تسلسل اتحادِ موضع کی اور مطلق آبادی کا انقطاع اختلاف مواضع کی ایسی دلیل نہیں، جو علت کے درجے کی ہو، اور ہر حال میں اسی پر مدار ہو۔

اگر اس غلط فہمی کا ازالہ نہ ہوا تو آبادی کی بڑھتی ہوئی موجودہ رفتار شاید آگے چل کر کسی زمانے میں دور دراز والے شہروں بلکہ پورے ملکوں کی آبادیوں کو باہم متصل کردے، جیسا کہ یورپ وغیرہ کے بعض ممالک میں یہ صورتِ حال پیدا ہوچکی ہے، تو اس مفروضے کے نتیجہ میں پورے پورے ملکوں میں سفر کرنے والوں کو بھی مسافر نہ مانا جاسکے گا۔

لہٰذا نقل وعقل کی روشنی میں سفر وقصر متحقق ہونے کے لئے یہی صورت راجح ہے کہ صرف موضع اقامت کی آبادی سے خروج کو کافی سمجھا جائے، قطع نظر اس سے کہ اس خروج کے بعد دخول کسی آبادی میں ہو یا پھر جنگل وغیرہ میں۔

پس مطلقاً ہر قسم کی آبادی کا تسلسل سفر وقصر کے تحقق کے لئے مانع نہ ہوا، اور نہ ہی مطلقاً ہر قسم کا انقطاع تحققِ سفر وقصر کو مستلزم ہوا، بالفاظِ دیگر ہر جگہ اتصالِ آبادی اتحادِ مواضع کی اور انقطاعِ آبادی اختلافِ مواضع کی دلیل نہیں۔

ہر قسم کی دشواریوں سے بچنے اور حفاظت کا بھی اسی میں حل ہے کہ عرفِ عام کو اس سلسلہ میں بنیاد بنایا جائے، اور اس عرفِ عام سے یورپ کے بڑے شہروں اور مسلسل آبادیوں کے تسلسل والے مقامات کا بھی حکم اور پیش آمدہ دشواریوں کا حل نکل آیا کہ جو شہر دوسری آبادی اور دوسرے شہر کے مقابلہ میں عرفِ عام میں مستقل سمجھا جاتا ہو، تو صرف اس کی حدود سے خروج سفر وقصر متحقق ہونے کے لئے کافی ہوگا، خواہ آبادی

کا تسلسل جاری ہو، لیکن جو آبادی ایک ہی شہر کے مختلف محلوں کا درجہ رکھتی ہو جب تک اس کی انتہا سے خروج نہیں ہو جائے گا، اس وقت تک مبدأ سفر وقصر متحقق نہیں ہوگا، خواہ وہ کتنا بڑا ہی شہر کیوں نہ ہو۔

چنانچہ یورپ وغیرہ میں جو باہم متصل ومسلسل آبادیاں عرف میں ایک دوسرے سے مستقل سمجھی جاتی ہیں، خواہ ان کو سٹی کا نام دیا جاتا ہو، یا ٹاؤن وغیرہ کا، تو وہ آبادیاں عرف کے مطابق مستقل شمار ہوں گی، اور جو متصل آبادیاں عرفِ عام میں متحد سمجھی جاتی ہیں، وہ متحد شمار ہوں گی۔

پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد اور راولپنڈی دونوں شہر بعض اطراف سے ایک دوسرے کی آبادیوں سے متصل ہیں، مگر عرفِ عام میں دونوں مستقل اور الگ الگ شہر ہیں، دونوں کی ایک دوسرے سے الگ حدود ہیں اور دونوں کو آج کل کے عرف میں ''جڑواں شہروں'' کا نام دیا جاتا ہے، دونوں شہروں کے انتظامی وتمدنی ادارے ومحکمے بھی الگ الگ اور جدا جدا ہیں، چنانچہ اسلام آباد کی کچہری اور عدالت الگ ہے اور راولپنڈی کی الگ ہے، اسلام آباد کا مرکزی پوسٹ آفس (جی۔پی۔او) اور اس کا پوسٹ کوڈ الگ ہے اور راولپنڈی کا الگ ہے، اسلام آباد کے مکینوں اور مکانوں کی رجسٹریشن الگ نام سے مندرج ہے اور راولپنڈی کی الگ نام سے، دونوں شہروں کے رہائشی اور مکین بھی الگ الگ شہروں کے ہی شمار کئے جاتے ہیں، اور شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور دوسرے سرکاری وغیر سرکاری کاغذات میں اسلام آباد اور راولپنڈی دونوں شہروں کے مکینوں اور مکانوں، گاڑیوں، اسلحوں وغیرہ سب کا اندراج الگ الگ شہر کے ناموں کے ساتھ ہوتا ہے، پھر راولپنڈی شہر صوبہ پنجاب کا شہر اور کئی قصبوں، تحصیلوں اور گاؤں کا ضلع ہے، اور پنجاب کی صوبائی حکومت کے زیرِ انتظام ہے، جبکہ اسلام آباد صوبہ پنجاب سے خارج بلکہ پاکستان کا مستقل انتظامی یونٹ اور ملک کا دارالحکومت ہے، جو وفاقی حکومت کے زیرِ انتظام ہے، اور اسلام آباد شہر کے تحت کئی گاؤں اور آبادیاں شامل ہیں، جو ضلع اسلام آباد کہلاتی ہیں، وھلم جرّا!

تو راولپنڈی واسلام آباد شہر کی یہ دونوں آبادیاں سفر وقصر کے اعتبار سے الگ الگ اور اپنی ذات میں مستقل ہوں گی، صرف اتصال کی وجہ سے دونوں متحد اور ایک دوسرے کے تابع وماتحت نہ کہلائیں گی۔

لہٰذا اگر اسلام آباد کا رہائشی مسافتِ شرعی کا ارادہ کر کے اسلام آباد سے راولپنڈی شہر کی طرف خروج کرے تو وہ راولپنڈی میں قصر کرے گا اور اسی طرح راولپنڈی کا رہائشی اسی نیت سے اسلام آباد کی حدود میں داخل ہوتے ہوئے گزرے تو وہ اسلام آباد میں قصر کرے گا۔

مطلب یہ کہ دونوں کا مبدأ قصر و سفر اپنے اپنے شہر کی آبادی سے خروج ہوگا۔

البتہ اگر اپنے شہر سے خروج کے بعد دوبارہ اسی شہر کی حدود سے گزرنا پڑے، تو مسافر نہ ہوگا، جیسا کہ پہلے قاعدہ نمبر 5 میں گزرا۔

اور اسی طرح اگر کوئی مسافر شخص کچھ دن راولپنڈی شہر میں اور کچھ دن اسلام آباد شہر میں قیام کرے، اور دونوں مقامات کے قیام کا مجموعہ مدتِ اقامت بن جاتا ہو، لیکن کسی ایک جگہ کی اقامت کا اتنا عرصہ نہ بنتا ہو، تو وہ دونوں شہروں میں مسافر شمار ہوگا، جیسا کہ قاعدہ نمبر 4 میں گزرا۔

آخر میں عرض ہے کہ اتحادِ آبادی کا اصل مدار تو عرف پر ہے اور بلدیہ، کارپوریشن وغیرہ اس عرف کی تعیین وتسہیل کے لئے بطور علامات اور رسمِ ناقص کے درجہ کی چیزیں ہیں، اگر کسی جگہ حکومت کی طرف سے طے کردہ حد بندی (کارپوریشن، بلدیہ وغیرہ) عرفِ عام کے خلاف ہو، جیسا کہ بعض اوقات حکومتی انتظامات ناقص ہونے یا اور کسی مصلحت کے پیش نظر صرف قانونی طور پر کسی جگہ کو کوئی حیثیت دی جاتی ہے، مگر عرف عام میں اس کی وہ حیثیت نہیں ہوتی، ایسے وقت عرف عام کا معتبر ہونا زیادہ راجح ہوگا، کیونکہ اصل اعتبار عرفِ عام کا ہے، اور اس طرح کے قانونی انتظامات امارات اور رسمِ ناقص کے درجہ کی چیزیں ہیں۔

جیسا کہ آج کل ہمارے شہروں کی حدود پر حفاظتی وسیکورٹی چوکیاں قائم کردی جاتی ہیں، اور ایک طویل عرصہ تک وہ اپنی جگہ قائم رہتی ہیں، مگر اس عرصہ میں شہری آبادی ان سے آگے تجاوز کر جاتی ہے۔

اور مثلاً موجودہ اسلام آباد ائرپورٹ (نیا نام بے نظیر بھٹو ائرپورٹ) عرفِ عام اور حقیقتِ واقعہ میں راولپنڈی شہر میں داخل ہے اور اس کے تمام اطراف میں راولپنڈی شہر کی آبادی قائم ہے، کسی ایک طرف سے اسلام آباد شہر کی آبادی متصل نہیں، بلکہ اسلام آباد کے نام سے یہ ائرپورٹ عارضی طور پر دراصل چکلالہ ائربیس پر واقع ہے اور چکلالہ ائربیس اس وقت سے قائم ہے جب اسلام آباد شہر کا وجود بھی نہیں تھا، بلکہ راولپنڈی شہر قائم تھا، اور اسلام آباد کا مستقل ائرپورٹ دوسری جگہ قائم کیا جارہا ہے، لہٰذا مذکورہ ائرپورٹ راولپنڈی شہر کا حصہ قرار دیا جائے گا۔ [1]

---

[1] رہا یہ شبہ کہ چکلالہ ائربیس، راولپنڈی پر اسلام آباد پولیس کو تعینات کیا جاتا ہے، اس بارے میں عرض ہے کہ اس کا تعلق مخصوص حکومتی بلکہ وفاقی دارالحکومت ''اسلام آباد'' کے انتظام سے ہے، لہٰذا کسی خاص انتظامی مصلحت کے تحت وفاقی حکومت کا کسی شعبہ وادارہ میں وفاقی اہلکاروں کا تعینات کرنا اور ائرپورٹ کو حساسیت اور اس کے انٹرنیشنل اور مخصوص مسافروں کی آمدورفت کا مرکز ہونے کی وجہ سے وفاق کے زیرِ انتظام کرنا اسی مخصوص انتظام وقانون کے تحت ہوتا ہے، جو سفر وقصر کے اعتبار سے عرفِ عام کو تبدیل نہیں کرتا۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ ائرپورٹ ہر شہر میں نہیں ہوا کرتا، اور نہ ہی اسے کسی مخصوص شہر کا حصہ تصور کرنا ضروری ہوتا، کیونکہ یہ بعض اوقات جائے وقوع کی مناسبت سے الگ اور متعدد شہروں وآبادیوں کے لئے بھی قائم کیا جاسکتا ہے۔

ایسی دو آبادیاں جو عرف عام میں مستقل اور الگ الگ سمجھی جاتی ہوں اور ان کی حدود اور انتہاء حتمی انداز میں ممتاز طریقہ پر متعین ہوں ان کا حکم تو واضح ہے، البتہ ایسی مذکورہ آبادیوں کے درمیان اگر کوئی مستقل حد فاصل نہ ہو (درمیان میں کوئی ایسا حصہ ہو کہ اس کو طرفین کی آبادیوں سے اتصال کی وجہ سے دونوں سے من وجہٍ تعلق ہو) ایسے مقام پر حضر واتمام کرنے میں احتیاط ہوگی، کیونکہ جمہور فقہائے کرام کے نزدیک اتمام اصل ہے، اور قصر عارض ہے، جیسا کہ قاعدہ نمبر 1 میں گزرا، نیز قصر وسفر اور حضر واتمام میں اشتباہ کے وقت حضر واتمام کو ترجیح ہوتی ہے، جیسا کہ قاعدہ نمبر 2 میں گزرا۔

خلاصۂ کلام

گزشتہ پوری بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ کسی موضع کے اپنی ذات میں مستقل یا متحد ہونے کا اصل مدار عرف پر ہے۔

اور اگر دو شہر آپس میں متصل اور جڑے ہوئے ہونے کے باوجود عرفِ عام میں الگ الگ اور مستقل شہر شمار ہوتے ہوں، اور دونوں مل کر متحد اور ایک شہر شمار نہ ہوتے ہوں، جیسا کہ پاکستان میں اسلام آباد شہر اور راولپنڈی شہر اور ہندوستان میں دہلی شہر اور غازی آباد شہر، تو وہ سفر وقصر اور حضر واقامت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے جداگانہ مواضع شمار ہوں گے، اور ایک جگہ کا باشندہ سفر کرتے ہوئے اپنے شہر کی حدود سے نکلنے پر ہی مسافر شمار ہوگا، اور وہ دوسرے شہر کی آبادی میں قصر کرے گا، مگر یہ کہ وہ دوسرے شہر سے واپسی پر اپنے شہر کی آبادی سے ہوتے ہوئے گزرے، تو مسافر شمار نہ ہوگا، تا آنکہ اپنے شہر کی آبادی سے نہ نکل جائے۔

اسی طرح اگر کوئی مسافر ایسے دو شہروں میں اس طرح مقیم ہو کہ چند دن ایک شہر میں قیام کرے، اور چند دن دوسرے شہر میں قیام کرے، لیکن کسی شہر میں اس کے قیام کی مدتِ اقامت پوری نہ ہوتی ہو، تو وہ مسافر سمجھا جائے گا، جیسا کہ تبلیغی جماعت کے متعدد افراد کا اس طرح جڑواں اور متصل شہروں میں قیام ہوتا ہے۔

اور اگر جڑواں شہروں کے درمیان کوئی جگہ مشتبہ ہو، تو اس میں سفر وقصر کے بجائے حضر واتمام کو ترجیح ہوگی۔

اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس طرح کے دونوں مستقل ومتصل شہروں کو ایک تصور کر کے قصر کے بجائے

اتمام کرے، اور اپنے آپ کو مسافر کے بجائے مقیم سمجھے، تو حنفیہ کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام کے نزدیک اس کی نماز درست ہو جائے گی، خواہ وہ دوسری رکعت پر قعدہ کرے یا نہ کرے، اور اگر اتمام کرتے وقت اس کی اقتداء میں مقیم نماز پڑھے، تو بھی ان حضرات کے نزدیک امام ومقتدی سب کی نماز درست ہو جائے گی (جیسا کہ قاعدہ نمبر 1 سے معلوم ہوا) اور اگر چار دن قیام کرنے کی صورت میں ایسا کرے، تو ان حضرات کے نزدیک وہ مقیم ہے، جس پر اتمام ہی واجب تھا، اس لئے ان حضرات کے نزدیک اس کا فعل بہر حال درست ہے۔

مگر حنفیہ کے قواعد کے مطابق اگر وہ مسافر دوسری رکعت پر قعدہ کر کے اتمام کرے، تو نماز درست ہو جائے گی، ورنہ درست نہ ہوگی، اور اسی طرح حنفیہ کے قواعد کے مطابق اگر ایسے شخص کے اتمام کرنے کی صورت میں مقیم شخص اس کی اقتداء کرے، تو مقتدی کی نماز درست نہ ہوگی، جیسا کہ قاعدہ نمبر 3 سے معلوم ہوا۔

آج کل چونکہ بعض اہلِ علم حضرات دو مستقل اور متصل شہروں کو بھی سفر وقصر کے اعتبار سے متحد قرار دیتے ہیں، اگر کوئی ان کے فتوے کے مطابق عمل کرتے ہوئے اتمام کرے، تو اگرچہ ہمارے نزدیک آبادی کے متحد ہونے کا یہ قول مرجوح ہے، لیکن قصر واتمام کے مجتہَد فیہ ہونے اور غیر حنفی جمہور فقہائے کرام کے قول کے پیشِ نظر اتمام کے اصل ہونے کی وجہ سے نماز کو درست قرار دینے کی گنجائش پائی جاتی ہے، اس لئے ایسے لوگوں کی نماز کو غیر صحیح قرار دینے سے اجتناب کرنے میں احتیاط معلوم ہوتی ہے۔

جیسا کہ شروع میں بیان کردہ قواعد سے معلوم ہو چکا۔ فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان 2/ربیع الآخر/1437ھ 13/جنوری/2016ء بروز بدھ
ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

کیا آپ جانتے ہیں؟ ادارہ

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

بجلی استعمال کرنے کے آداب

(1)...... بجلی بڑے کام کی چیز ہے، جس سے انسانوں کی بہت سی ضروریات پوری ہوتی ہیں، اور اس کے بغیر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے بجلی کو قدرت کی بڑی نعمت سمجھئے، اس پر اللہ کا شکر ادا کیجئے اور اس کی قدر کیجئے اور اس کی بے قدری کرنے سے اپنے آپ کو بچایئے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کیجئے کیونکہ بجلی کے زیادہ استعمال کرنے سے ملک میں بجلی کی قلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور پھر لوڈشیڈنگ وغیرہ کی نوبت آتی ہے، اور بجلی کے بلوں میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے، اور اسی کے ساتھ بجلی کے ذریعہ جو مشینیں اور بلب وغیرہ چل رہے ہوں، وہ چیزیں بھی کمزور ہوکر جلدی خراب ہوجاتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں وقت اور پیسہ خرچ ہوتا ہے اور اوپر سے طرح طرح کی پریشانی اور تکلیف کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(2)...... بجلی کی جس وقت اور جتنی ضرورت ہو، اس وقت اتنی ضرورت کے استعمال پر اکتفاء کیجئے، بلا ضرورت بجلی ہرگز استعمال نہ کیجئے، اور ضرورت پوری ہونے پر فوراً اس کا استعمال بٹن وغیرہ بند کر کے موقوف کردیجئے۔

(3)...... جب تک دن کی قدرتی اور سورج کی فطری روشنی سے کام چل سکتا ہو، اس وقت تک بلب اور ٹیوب لائٹیں وغیرہ روشن نہ کیجئے اور دن اور سورج کی قدرتی وفطری روشنی سے کام چلایئے، اور ویسے بھی بینائی اور جسمانی صحت کے لئے دن اور سورج کی روشنی زیادہ فائدہ مند ہے، اور اس کے مقابلہ میں بجلی وغیرہ کی مصنوعی روشنی اتنی فائدہ مند نہیں۔

(4)...... ضرورت سے زیادہ تیز روشنی والے بلب وغیرہ کے بلاضرورت استعمال سے پرہیز کیجئے، کیونکہ ضرورت سے زیادہ تیز روشنی آنکھوں کی بینائی کے لئے ویسے بھی نقصان دہ ہے اور بجلی کے ضائع ہونے کا ذریعہ بھی ہے۔

(5)...... جب ایک بلب، ایک پنکھے وغیرہ سے گزارا ہوسکتا ہو تو دوسرا بلب اور دوسرا پنکھا وغیرہ استعمال نہ کیجئے، اور مختلف افراد ایک جگہ کے بلب اور ایک پنکھے وغیرہ سے ضرورت پوری کر سکتے ہوں، تو الگ الگ رہ کر مختلف بلب روشن اور پنکھے استعمال نہ کیجئے۔

(6)...... جہاں کہیں بلب، پنکھا یا بجلی کی دوسری چیز بلاضرورت چلتی دیکھیں اس کو فوراً بلا تاخیر بند کر دیجئے اور اس کے لئے اٹھنے، تھوڑا بہت چلنے، اور ملنے جلنے کی سُستی اور غفلت ہرگز برداشت نہ کیجئے۔

(7)...... ایسی الیکٹرک اشیاء (یعنی بلب، پنکھے وغیرہ) کرنے کے استعمال کو ترجیح دیجئے، جن میں بجلی کی کم از کم مقدار خرچ ہوتی ہو۔

(8)...... پنکھوں میں رفتار کم اور زیادہ کرنے کا آلہ (یعنی ریگولیٹر (Regulator) لگوا کر رکھیے، تاکہ بوقتِ ضرورت اور موسم کے مطابق رفتار کم یا زیادہ کی جاسکے، اور سوچئے کہ بلاضرورت تیز رفتاری کی صورت میں بجلی کے بل ادا کرنے یا تھوڑا گرم موسم ہونے کے وقت تیز ہوا کے باعث بیماری پیدا ہونے اور دوا دارو کے اخراجات کی شکل میں جتنی مقدار آپ کو ادا کرنی پڑ سکتی ہے، اس سے بہت کم خرچ میں آپ رفتار کم کرنے والے آلہ کو خرید سکتے ہیں۔

اور اگر یہ آلہ خراب ہو تو اس کو جلد از جلد درست کرا لیجئے۔

(9)...... کسی کمرے، بیتُ الخلاء، غسل خانے، باورچی خانے، اور اسٹور وغیرہ سے ضرورت پوری کر کے باہر آ رہے ہوں تو بلب، پنکھا وغیرہ فوراً بند کر دیجئے، اگرچہ کچھ دیر بعد دوبارہ وہاں جانے کا ارادہ کیوں نہ ہو، دوبارہ جانے پر دوبارہ بلب، پنکھا وغیرہ چلایا جاسکتا ہے، اور درمیان میں بلاضرورت بجلی کے ضیاع سے بچا جاسکتا ہے۔

(10)...... کپڑوں کے لئے بجلی کی استری استعمال کرتے وقت اس کی رفتار کو بقدرِ ضرورت رکھئے تاکہ بجلی بلاضرورت استعمال نہ ہو اور کپڑے وغیرہ نہ جل جائیں، اور استری چلا کر کسی ایسے کپڑے، قالین وغیرہ پر رکھ کر نہ چھوڑیئے، جس سے وہ کپڑا، قالین وغیرہ جل جائے، یا آگ لگ جائے، بلکہ ایسی چیز پر رکھئے جس کے جلنے اور آگ لگنے کا خطرہ نہ ہو، مثلاً کسی لوہے وغیرہ کی چیز پر، اور ضرورت پوری ہونے کے بعد فوراً اس کو بند کر دیجئے، اور اگر استری کرنے کے دوران بجلی چلی جائے تو اس وقت استری کا بٹن بند کر دیجئے، بلکہ اس کا سوئچ بجلی کے کنکشن سے الگ کر دیجئے، کیونکہ اس میں ذرا سی غفلت کرنے سے بجلی کا

بڑا حصہ ضائع ہوسکتا ہے اور کوئی بڑا حادثہ بھی پیش آسکتا ہے، یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ استری کے ذریعہ بجلی کی بہت بڑی مقدار استعمال ہوتی ہے۔

(11)...... بجلی وغیرہ کی کوئی چیز چلا رکھی ہو اور اسی دوران بجلی چلی جائے، تو اہتمام اور توجہ کے ساتھ اس کا بٹن بند کردیجئے تاکہ بجلی آنے کے بعد وہ چیز بلاضرورت چلتی نہ رہ جائے۔

(12)...... دفتر یا دوکان وغیرہ بند کرکے جاتے وقت بجلی کا مرکزی یعنی مین سوئچ بند کردیا کریں کہ کہیں آپ کے چلے جانے کے بعد بجلی چلتی رہ جانے کی وجہ سے کوئی بڑا حادثہ رونما نہ ہوجائے اور آناً فاناً زندگی بھر کی کمائی جل کر خاکستر نہ ہوجائے، کیونکہ بجلی کی کوئی چیز کھلی ہونے اور چلنے کے وقت حادثہ پیش آنے کے زیادہ خطرات ہوتے ہیں، اور جب پیچھے سے کرنٹ کی آمد بند کردی جائے، تو اس طرح کے حادثات سے کافی حد تک حفاظت ہوجاتی ہے، مثلاً پانی کھینچنے والی موٹر، فریج، ڈیفریزر، جنریٹر، یو پی ایس، یعنی بجلی کی بیٹری چارج کرنے والی مشین وغیرہ، ان سب چیزوں میں احتیاط کیجئے۔

(13)...... بجلی سے چلنے والی اشیاء جو اکثر اوقات چلتی رہتی ہیں، ان کو گھروں وغیرہ میں ایسی جگہ رکھنا مناسب نہیں کہ جہاں آگ لگنے اور بھڑکنے کے زیادہ خطرات ہوں، یا وہاں لیٹنے اور سونے کی ضرورت پیش آتی ہو، کیونکہ ایسی چیزوں میں فنی خرابی کی وجہ سے بعض اوقات آگ بھڑک اٹھتی ہے، اور اس قسم کی مشینری سے چلنے کے دوران خاص قسم کی شعائیں برآمد ہوتی ہیں، جو وہاں پر موجود لوگوں کے سانس کے ساتھ اندر داخل ہوکر صحت کے لئے مضر ثابت ہوسکتی ہیں۔

(14)...... بجلی چوری چھپے وغیرہ سے استعمال نہ کیجئے اور یہ سمجھ لیجئے کہ یہ قوم کی اجتماعی امانت ہے، اس میں چوری اور غصب کرنے سے آپ پوری قوم وملت کے مجرم بن کر آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوسکتے ہیں اور دنیا میں بھی کسی وبال میں مبتلا ہوسکتے ہیں، اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ رشوت وغیرہ کے بل بوتے پر میٹر میں گڑبڑ یا کسی بھی طرح غیر قانونی بجلی کا استعمال کرنا سنگین جرم اور شرعی اعتبار سے سخت گناہ ہے۔

(15)...... اگر بجلی کا آپ کو بل ادا نہیں کرنا پڑتا اور کسی ادارہ یا شخص کی طرف سے بجلی آپ کو مفت فراہم کی جاتی ہے یا دوسرا آپ کی طرف سے بل ادا کرتا ہے، تب بھی بجلی کا بے جا اور فضول استعمال نہ کیجئے اور یہ جان لیجئے کہ اس وقت بھی آپ کے لئے بجلی کا فضول استعمال جائز نہیں، بلکہ اس صورت میں بسا اوقات بجلی کے فضول ضیاع کے ساتھ ساتھ دوسرے کے ساتھ خیانت و دھوکہ دہی اور ظلم وزیادتی شامل

ہونے کی وجہ سے جرم اور گناہ میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

(16)...... اگر آپ صاحبِ حیثیت ہیں اور بجلی کے بھاری مقدار کے بل ادا کرنے کی آپ کو قدرت حاصل ہے، تب بھی اپنے مال و دولت کے بل بوتے پر بجلی کے ضیاع کو برداشت نہ کیجئے، کیونکہ اولاً تو بجلی کے زیادہ استعمال سے سب کے لئے بجلی کی قلت ہوتی ہے، جس کے نقصان سے کل آپ اور آپ کی اولاد اور دوسرے لوگ دوچار ہوسکتے ہیں، دوسرے آپ کو قیامت کے دن اس کا حساب دینا ہوگا۔

(17)...... آجکل شہروں میں بجلی کی موٹر سے پانی حاصل کر کے استعمال کیا جاتا ہے، اس لئے پانی کا استعمال بھی احتیاط کے ساتھ کیجئے اور اس کو بھی فضول ضائع نہ کیجئے تاکہ پانی کے زیادہ استعمال سے بار بار موٹر چلا کر بجلی استعمال نہ کرنی پڑے، اور پانی کے ضیاع کے گناہ سے بھی حفاظت رہے۔

(18)...... بجلی کا فضول استعمال تو اپنی جگہ گناہ ہے ہی، مگر اس کو گناہوں کے کاموں میں استعمال کرنا ایک مستقل دوسرا گناہ ہے۔

لہٰذا بجلی کو گناہ کی چیز میں استعمال نہ کیجئے، الیکٹرک کیمروں سے بلا شرعی ضرورت کے جاندار کی تصویر بنانے، ٹیلی ویژن اور کیبل یا کمپیوٹر پر غیر شرعی پروگرام دیکھنے میں بجلی کے فضول استعمال کا گناہ بھی لازم آتا ہے۔

اسی طرح موبائل فون وغیرہ کا بلاضرورت استعمال کر کے اس کی چارجنگ کو کمزور اور ختم کرنا اور پھر بجلی سے بیٹری چارج کرنا بھی بجلی کے غیر ضروری استعمال میں داخل ہے، اس قسم کی فضول چیزوں سے بھی اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو بچانے کی کوشش کیجئے۔

(19)...... شادی بیاہوں کی تقریبات میں اور اسی طرح سالانہ مختلف تاریخوں میں غیر ضروری چراغاں اور لائٹنگ کے عنوان سے بجلی کا ضیاع نہ کیجئے۔

افسوس ہے کہ آج کل بعض مذہبی تہواروں کے نام پر دیگر کئی مفاسد و بے اعتدالیوں کے ساتھ چراغاں و لائٹنگ کرنے کا عام کلچر پھیل گیا، جس سے بجلی کا بہت بڑا حصہ ضائع کر دیا جاتا ہے، جو کہ شرعی اعتبار سے نامعقول حرکت ہے۔

(20)...... اگر کسی ملک یا علاقہ کے قانون کی رو سے مخصوص وقت کے بعد بجلی کے استعمال کی قانونی طور پر ممانعت ہو تو اس کی پابندی کیجئے، اور اس سلسلہ میں قانون شکنی کا ارتکاب نہ کیجئے، کیونکہ اس طرح کے قوانین کی پابندی شرعاً بھی ضروری ہے۔

Idara Ghufran

(21)...... بجلی جہاں ایک طرف ضرورت اور فائدہ کی چیز ہے، وہاں دوسری طرف یہ انسان کے لئے بہت خطرناک اور مہلک بھی ہے، بجلی کا کرنٹ بچے، بڑے اور کسی بھی انسان کے لئے جان لیوا ثابت ہوجاتا ہے، اور بعض اوقات اس کی وجہ سے قیمتی اشیاء جل کر خاکستر ہوجاتی ہیں، اس لئے کرنٹ لگنے والے مقام اور اشیاء سے اپنے جسم اور بچوں اور دوسری مختلف اشیاء کو محفوظ کرنے اور رکھنے کی کوشش کرنا بہت ضروری ہے۔

(22)...... بجلی کے کرنٹ والی چیز کو استعمال کرتے وقت بہت احتیاط کیجئے، اگر پاؤں میں ربڑ یا پلاسٹک وغیرہ کے خشک جوتے پہنے ہوئے ہوں، تو کرنٹ کے حملے سے کافی حد تک حفاظت ہوجاتی ہے، جبکہ وہ پانی وغیرہ میں بھیگے ہوئے نہ ہوں۔

(23)...... گیلے ہاتھ پاؤں ہونے کی صورت میں بجلی کے بٹن اور دوسری چیزوں کو ہاتھ لگانے میں احتیاط کرنی چاہئے، اگر بارش وغیرہ سے ہاتھ پاؤں گیلے ہوں، تو اس صورت میں گھر وغیرہ میں داخل ہوتے وقت دروازہ پر لگی ہوئی بجلی کے کرنٹ والی گھنٹی کا بٹن دبانے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

(24)...... بجلی کا کوئی تار یا بٹن وغیرہ ٹوٹ جائے اور خراب ہوجائے تو اس کی اصلاح ودرستگی کا جلدی اہتمام کیجئے، اور اس کی طرف سے غفلت وسُستی اختیار نہ کیجئے، کیونکہ اس سے بعض اوقات کسی کو کرنٹ لگ جاتا ہے، یا آگ بھڑک اٹھتی ہے، اور کسی بڑے جانی ومالی نقصان کی نوبت آجاتی ہے۔

(25)...... بجلی اور اس کے تاروں اور بٹنوں وغیرہ کی تنصیب میں احتیاط کرنی چاہئے، اور اس غرض کے لئے اگر زیادہ رقم خرچ کرنی پڑ جائے تو بھی اس کو برداشت کرنا چاہئے، بعض لوگ پیسے بچانے کی خاطر سستی اور گھٹیا چیزیں اور آلات مثلاً ہلکی تار اور بٹن وغیرہ لگوا لیتے ہیں، جس کے نتیجہ میں بعد میں کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے، زندگی بھر کی کمائی جل کر خاکستر ہوجاتی ہے، اور بعض اوقات جان ہی چلی جاتی ہے، جس کی کوئی قیمت ہی نہیں، آج کل اس طرح کی بے قاعدگیوں کی وجہ سے بڑے بڑے حادثات پیش آتے ہیں، اس لئے اس سلسلہ میں غفلت ہرگز مناسب نہیں اور کمزور تار یا سوئچ وغیرہ پر اس کے برداشت سے زیادہ بوجھ اور لوڈ ڈالنا بہت خطرناک ہے۔

(26)...... عام طور پر کرنٹ ربڑ، اور خشک لکڑی یا خشک کپڑے وغیرہ سے گزر کر نہیں آیا کرتا، اس لئے اگر ہاتھ میں ایسی چیز (مثلاً ربڑ چڑھے ہوئے پلاس وغیرہ کو) لے کر کرنٹ والے مقام پر کام کیا جائے

توزیادہ بہتر ہے۔

(27)...... بجلی کے لئے عام طور پر دو قسم کی تاریں استعمال ہوتی ہیں، ایک تار ٹھنڈی کہلاتی ہے اور دوسری تار گرم کہلاتی ہے، جن کے مجموعہ سے بجلی کا کرنٹ مہیا ہوتا ہے، عام طور پر ٹھنڈی تار میں کرنٹ نہیں ہوتا، اور اگر اُس کو گرم تار سے الگ کر کے چھوا جائے، تو کرنٹ لگنے کا حادثہ پیش نہیں آتا، لیکن پیچھے کسی مقام سے دونوں تاروں کے ملنے کی وجہ سے کرنٹ کا خطرہ ہوتا ہے، نیز بعض اوقات پیچھے سے کسی فنی خرابی کی وجہ سے ٹھنڈی تار میں بھی کرنٹ پہنچ جاتا ہے، اس لئے ٹھنڈی تار کو بھی پیچھے سے بجلی کا تعلق ختم کئے بغیر چھونا احتیاط کے خلاف ہے، اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ تار کو براہِ راست ہاتھ سے نہ چھوا جائے، بلکہ کسی آلہ مثلاً ربڑ والے پلاس وغیرہ کے واسطہ سے تار کو چھونے اور کاٹنے چھانٹنے کا کام کیا جائے، کیونکہ پیچھے سوئچ میں بھی کوئی فنی خرابی پیش آسکتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی وقت بجلی موجود نہ ہو تب بھی تار اور کرنٹ والی جگہ کو چھونا احتیاط کے خلاف ہے، کیونکہ کسی بھی وقت پیچھے سے بجلی کا کرنٹ پہنچ سکتا ہے۔

(28)...... اگر خدانخواستہ کبھی کرنٹ لگنے کا حادثہ پیش آجائے تو فوراً پیچھے سے بٹن وغیرہ بند کر کے کرنٹ کی آمد کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آج کل اس طرح کے خودکار بٹن اور آلات چل گئے ہیں کہ اگر ان کو لگوالیا جائے، تو اچانک کوئی حادثہ پیش آجانے کی صورت میں وہ فوراً بند ہو جاتے ہیں، اور بجلی کا تعلق آگے سے ختم کر دیتے ہیں، جن کو ''سرکٹ بریکر'' (Circuit Breaker) وغیرہ کہا جاتا ہے، یہ بڑے کار آمد آلے ہیں، جن کی وجہ سے مالی وجانی بڑے بڑے حادثوں کے پیش آنے سے حفاظت رہتی ہے، اس لئے اس قسم کے آلات کو لگوالینا بڑے فائدہ کی بات ہے، ورنہ بعض اوقات تھوڑی سی غفلت یا قیمت بچانے کی خاطر جانی یا مالی بھاری قیمت کا بوجھ برداشت کرنا پڑ جاتا ہے۔

(29)...... جو شخص کرنٹ کی زَد میں ہو، اُس کو براہِ راست چھونے والا بھی کرنٹ کی زَد میں آسکتا ہے، اس لئے کرنٹ زدہ شخص کو براہِ راست چھونے اور اس کو پکڑ کر کرنٹ سے جدا کرنے کی کوشش کرنے کے بجائے یا تو پیچھے سے کرنٹ کی آمد والا بٹن بند کرنا چاہئے یا پھر ربڑ، لکڑی، کپڑا یا رسی وغیرہ سے کرنٹ زدہ شخص کو کرنٹ سے جدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(30)...... رات کوسونے سے پہلے بجلی کی غیرضروری اشیاء کو بند کردیا کیجئے، اور چراغ وموم بتی وغیرہ کو جلتا ہوا چھوڑ کر نہ سویا کیجئے، اس سے آگ لگنے یا کوئی حادثہ وغیرہ پیش آنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

Idara Ghufran

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط6 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں فرعون کی ڈاڑھی

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کی گود میں ہی پرورش پاتے رہے، اور اپنے گھر میں ہی سنِ شعور تک پہنچے، حضرت موسیٰ کی والدہ جب حضرت موسیٰ کو لے کر اپنے گھر آئیں، تو حضرت موسیٰ کی وجہ سے اس محلّہ کے بنی اسرائیل کو بھی فرعونی مظالم سے نجات مل گئی۔

یہاں پر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ''حدیثِ فتون'' میں ایک اور واقعہ بھی آیا ہے، جس میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کچھ عرصہ گزر گیا، تو فرعون کی بیوی (جو بعد میں حضرت آسیہ بنیں، اللہ کے ہاں ان کا بڑا رتبہ ہے) نے کسی خادمہ کے ذریعہ سے حضرت موسیٰ کی والدہ کو پیغام بھیجا کہ کسی دن بچے کو میرے پاس لاؤ، چنانچہ ایک دن مقرر ہوگیا، اور فرعون کی بیوی کی طرف سے محل کے تمام لوگوں کو حکم دیا گیا کہ آج میرا بچہ میرے پاس آئے گا، تم اس کا استقبال کرنا، اور اسے ہدیہ اور تحائف وغیرہ دیتے ہوئے میرے محل میں میرے سامنے لاؤ۔

چنانچہ حضرت موسیٰ جب اس شان وشوکت سے فرعون کی بیوی کے پاس لائے گئے، تو فرعون کی بیوی نے بھی خوشی کی وجہ سے بڑی رقم دی، اور پھر کہنے لگی کہ میں اس کو بادشاہ کے پاس لے جاؤں گی، وہ بھی اس کو انعام واکرام دیں گے، اور حضرت موسیٰ کو فرعون کے پاس لے گئی، اور اس کی گود میں لٹا دیا۔

جس طرح بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی چیز کو پکڑتے ہیں، اور بڑی مضبوطی سے پکڑ کر پھر چھوڑتے ہیں، اسی طرح حضرت موسیٰ نے فرعون کی ڈاڑھی پکڑ کر زور سے اس کو کھینچا، فرعون اور اس کے درباری تو پہلے ہی سے توہم پرست تھے، اور ان کے ذہن میں بنی اسرائیل کے کسی بچے کی طرف سے فرعون کی حکومت کے زوال والی بات پہلے سے ہی بیٹھی ہوئی تھی، اس لئے جب حضرت موسیٰ نے فرعون کی ڈاڑھی کھینچی، تو فرعون کے درباریوں نے کہنا شروع کردیا کہ ممکن ہے کہ یہ وہی لڑکا ہو، جس کے متعلق ہم نے سنا ہے کہ وہ آپ کی حکومت کے زوال کا سبب بنے گا، اس لئے اس کو فوراً قتل کرادینا چاہئے۔

فرعون کی بیوی بے تاب ہو کر کہنے لگی کہ اے بادشاہ! یہ آپ کیا کر رہے ہیں، یہ بچہ آپ نے مجھے دے دیا ہے، اور میں اس کو اپنا بیٹا بنا چکی ہوں، فرعون کہنے لگا کہ یہ سب تو ٹھیک ہے، لیکن یہ بھی دیکھو کہ اس نے آتے ہی میری ڈاڑھی پکڑ کر مجھے نیچا کر دیا، گویا کہ یہ ہی میرا گرانے والا ہے، اور مجھے میرے تخت سے ہٹانے والا ہے۔

فرعون کی بیوی نے کہا یہ تو بچہ ہے، اور بچے کو ان چیزوں کی کیا تمیز ہے، اس کا فیصلہ بھی ہو سکتا ہے، کہ اس کے سامنے دو انگارے آگ کے رکھو، اور دو موتی رکھو، پھر دیکھو کہ یہ کیا اٹھاتا ہے، اگر یہ موتی اٹھائے، تو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں عقل ہے، اور اگر انگارے اٹھالے، تو سمجھ لینا کہ اس میں عقل نہیں، صرف ڈاڑھی پکڑ لینے پر اتنے لمبے لمبے خیالات سوچ کر اس کی جان کا دشمن ہو جانا کون سی عقل مندی ہے؟ چنانچہ یہی کیا گیا، حضرت موسیٰ کے سامنے دو انگارے اور دو موتی رکھے گئے، حضرت موسیٰ نے دہکتے ہوئے انگارے اٹھالئے۔ [1]

---

[1] بعض تفسیری روایات میں اس بات کا اضافہ بھی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے طشت میں انگارے اور موتی رکھے گئے، تو حضرت موسیٰ نے موتیوں کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا، لیکن حضرت جبریل نے ان کا موتیوں کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ روک کر انگاروں کی طرف بڑھا دیا، چنانچہ حضرت موسیٰ نے انگاروں کو اٹھالیا، اور فوراً ان کو منہ میں رکھ دیا، جس سے ان کا منہ جل گیا، اور ان کی زبان میں لکنت پیدا ہوگئی۔

اسی لکنت کی طرف قرآن مجید میں اشارہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز کیا گیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور دعاؤں کے ساتھ یہ دعاء بھی مانگی کہ اے اللہ میری زبان کی گرہ کھول دے، تاکہ میں صاف صاف گفتگو کر سکوں، اور فرعون اور اہلِ مصر میری بات کو سمجھ سکیں۔ واللہ اعلم۔

واحلل عقدة من لسانی الظرف اما صفة لعقدة أو صلة لاحلل -قال البغوی وذلک ان موسی کان فی حجر فرعون ذات یوم فی صغره فاطمه فرعون لطمة وأخذ بلحية فقال فرعون لاسية امرأته ان هذا عدوی وأراد ان يقتله -فقالت آسية انه صبی لا يعقل ولا يميز وفی رواية ان أم موسی لما فطمته ردته فنشا موسی فی حجر فرعون وامرأته یر بیانه واتخذاه ولدا -فبينهما هو يلعب يوما بين يدی فرعون وبيده قضيب يلعب به -إذ رفع قضيبا فضرب به راس فرعون -حتی هم فرعون بقتله -فقالت آسية ايها الملک انه صبی لا يعقل جربه ان شئت -وجاء ت بطشتين فی أحدهما الجمر وفی الاخر الجواهر فوضعهما بين يدی موسی -فاراد ان يأخذ الجواهر فاخذ جبرئيل يد موسی عليهما السلام فوضعها علی النار فاخذ جمرة فوضعها فی فيه فاحترق لسانه وصارت عليه عقدة(التفسير المظهری، ج٦ ص ١٣٦ ، سورة طٰهٰ)

قال ابن عباس :كانت فی لسانه رتة .وذلک أنه كان فی حجر فرعون ذات يوم وهو طفل فلطمه لطمة، وأخذ بلحيته فنتفها فقال فرعون لآسية :هذا عدوی فهات الذباحين .فقالت آسية :علی رسلک فإنه صبی لا يفرق بين الأشياء .ثم أتت بطستين فجعلت فی أحدهما جمرا وفی الآخر جوهرا فأخذ جبريل بيد موسی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ وہ انگارے ان سے اسی وقت چھین لئے گئے کہ کہیں ان کا ہاتھ ہی نہ جل جائے، اب فرعون کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور اس کو سمجھ آ گئی کہ یہ تو بچہ ہے، اس کو کوئی عقل وتمیز نہیں۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فوضعها على النار حتى رفع جمرة ووضعها فى فيه على لسانه، فكانت تلك الرتة(تفسير القرطبى، ج ۱۱ ص ۱۹۲، سورة طٰهٰ)

اور بعض تفسیری روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ کا منہ نہیں جلا تھا، بلکہ ان کا ہاتھ جل گیا تھا، بعد میں فرعون نے اس کے علاج کی بہت کوشش کی، لیکن اس کا علاج نہ ہو سکا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو ٹھیک کر دیا تھا، چنانچہ جب حضرت موسیٰ نے جب فرعون کو ایمان کی دعوت دی اور رب کی طرف بلایا، تو فرعون نے یہ سوال کیا کہ تم کون سے رب کی طرف مجھے بلا رہے ہو؟ تو حضرت موسیٰ نے اس کو جواب دیا کہ اس رب کی طرف میں تجھے بلا رہا ہوں جس نے میرا ہاتھ ٹھیک کر دیا، حالانکہ تم میرے ہاتھ کو ٹھیک کرنے سے عاجز ہو گئے تھے۔

وروى أن يده احترقت وأن فرعون اجتهد فى علاجها فلم تبرأ .ولما دعاه قال أى رب تدعونى؟ قال :إلى الذى أبرأ يدى وقد عجزت عنها .وعن بعضهم :إنما لم تبرأ يده لئلا يدخلها مع فرعون فى قصعة واحدة فتنعقد بينهما حرمة المؤاكلة(تفسير القرطبى، ج ۱۱ ص ۱۹۲، سورة طٰهٰ)

۱؎ *مسند ابی یعلیٰ میں حدیث ابنِ عباس اس طرح مروی ہے:*

فأصبح أهل القرية مجتمعين يمتنعون من السخرة والظلم ما كان فيهم، قال :فلما ترعرع، قالت امرأة فرعون لأم موسى :أريد أن تريني ابني، فوعدتها يوما تريها إياه، فقالت امرأة فرعون لخزانها وقهارمتها وظئورتها :لا يبقين أحد منكم إلا استقبل ابني اليوم بهدية وكرامة لأرى ذلك فيه، وأنا باعثة أمينا يحصي كل ما يصنع كل إنسان منكم، فلم تزل الهدايا والكرامة والنحل تستقبله من حين خرج من بيت أمه إلى أن أدخل على امرأة فرعون، فلما دخل عليها بجلته وأكرمته وفرحت به وأعجبها، وبجلت أمه بحسن أثرها عليه، ثم قالت :لآتين به فرعون فليبجلنه وليكرمنه، فلما دخلت به عليه جعلته فى حجره، فتناول موسى لحية فرعون فمدها إلى الأرض، فقال الغواة أعداء الله لفرعون :ألا ترى إلى ما وعد الله إبراهيم نبيه أنه يربك ويعلوك ويصرعك؟ فأرسل إلى الذباحين ليذبحوه -وذلك من الفتون يا ابن جبير -بعد كل بلاء ابتلي، وأربك به فتونا (ص 15:) فجاء ت امرأة فرعون تسعى إلى فرعون، فقالت :ما بدا لك فى هذا الغلام الذى وهبته لى؟ قال :ترينه يزعم أنه يصرعني ويعلوني، قالت :اجعل بيني وبينك أمرا تعرف الحق فيه ائت بجمرتين ولؤلؤتين فقربهن إليه، فإن بطش باللؤلؤتين واجتنب الجمرتين عرفت أنه يعقل، وإن تناول الجمرتين ولم يرد اللؤلؤتين علمت أن أحدا لا يؤثر الجمرتين على اللؤلؤتين وهو يعقل، فقرب ذلك، فتناول الجمرتين فانتزعوهما من يده مخافة أن تحرقاه، فقالت المرأة :ألا ترى؟ فصرفه الله عنه بعدما كان قد هم به، كان الله عز وجل بالغا فيه أمره(مسند ابى يعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ۲۶۱۸، عن ابنِ عباس)

قال الهيثمى:رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح غير أصبغ بن زيد والقاسم بن أبى أيوب وهما ثقتان(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۱۱۶۲)

وقال حسين سليم اسد الدارانى:رجاله ثقات(حاشية مسند ابى يعلىٰ)

طب وصحت مفتی محمد رضوان

ابتدائی طبی امداد(First Aid)(قسط3)

بے ہوشی اوراس کا ازالہ

اگرکوئی بے ہوش ہوجائے اوراس کے بے ہوش ہونے کی وجہ معلوم ہوتو اس کے مطابق عمل کرکے ہوش میں لانے کی کوشش کرنی چاہیے، جس کا ذکر آگے آتا ہے،لیکن اگرکوئی شخص کسی جگہ بے ہوش پڑا ہوا ملے، اوراس کے بے ہوشی کی وجہ معلوم نہ ہو،تو وجہ اور سبب معلوم کرنے کے کچھ قرائن اور آثار ہوتے ہیں، جن سے بے ہوشی کا سبب معلوم کرنے میں مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

جب کوئی شخص کسی جگہ بے ہوش پڑا ہوا ملے تو سب سے پہلے اپنی یادداشت میں یہ باتیں محفوظ کرلی جائیں کہ وہ کس وضع پر پڑا ہوا ہے اوراس کے آس پاس کون سی چیز پڑی ہوئی ہے،مثلاً کوئی شخص درخت سے گرا ہو یا کسی دیوار یا سیڑھی یا کھمبے سے گرکر بے ہوش ہوا ہوتو ماحول کا جائزہ لینے سے اس کی بے ہوشی کا سبب معلوم ہوسکتا ہے یااس کے آس پاس زمین پر دوسرے آدمی کے قدموں کے بے ترتیب نشان ہوں اور بے ہوش آدمی کے جسم خصوصاً سر پر چوٹ کے نشانات بھی ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ کسی دوسرے آدمی سے اس کا مقابلہ ہوا ہے، یا کوئی بے ہوش آدمی گلی کوچے یا سڑک پر بے ہوش پڑا ہوا ہے اوراس کے منہ سے شراب یا بھنگ یا چرس وغیرہ کی بُو آتی ہے، اس کا چہرہ سرخ پھولا ہوا ہے، آنکھیں سرخ ہیں، تو اس کو شراب وغیرہ کے نشے سے بے ہوش سمجھا جاسکتا ہے، اسی طرح اگر بے ہوش آدمی کے پاس افیون دستیاب ہو یا اس کے سانس سے افیون کی بُو آئے ،اور وہ آہستہ آہستہ سانس لے رہا ہو، تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ افیون کھا کر بے ہوش ہوا ہے۔

بہر حال جوں ہی ایسے بے ہوش سے واسطہ پڑے، تو اس کی ٹانگیں سیدھی کرکے اس کے دونوں ہاتھ اس کے پہلو میں رکھ کر آرام سے چت لٹادیں، اگر اس کے گلے میں رومال یا مفلر وغیرہ لپٹا ہوا ہو، یا گلے اور سینے پر کوٹ وغیرہ کے بٹن لگے ہوں تو ان کو کھول دیں، کمر پر پیٹی، پٹکا، کمر بند، لنگی وغیرہ ہو تو اس کو بھی ذرا ڈھیلا کردیں اوراس کے چہرے کو غور سے دیکھیں۔اگر چہرہ سرخ ہوتو اس کے سر کے نیچے تکیہ یا کوئی کپڑا

تکیے کی جگہ رکھ دیں تاکہ سراونچا رہے اوراس کا خون نیچے کی طرف آسانی سے آتا رہے، لیکن اگر چہرے کا رنگ کملایا یعنی مرجھایا ہوا، زرد ہو، تواس کا سر جسم کے باقی حصہ سے کچھ نیچا کردیں، تاکہ دماغ کی طرف خون کی آمدورفت آسانی سے ہوتی رہے، اگر قے آنے کے آثار نظر آئیں تو مریض کی گردن کسی ایک طرف کو کردیں، تاکہ قے کے ذریعے جو رطوبات وغیرہ خارج ہوں وہ آسانی سے نکل جائیں اور ہوا کی نالی میں جاکر یا پھنس کر سانس کی آمدورفت میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔

اس کے بعد بے ہوش آدمی کے سر اور دوسرے اعضائے جسم کا بہ غور معائنہ کریں۔ پس اگر سر پر چوٹ کا نشان ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ دماغی صدمے سے بے ہوش ہوا ہے، اگر آنکھوں کی پتلیاں پھیلی ہوئی ہوں اور سانس خرّاٹے سے آرہا ہو، چہرہ ایک طرف کھنچا ہوا ہو، تو سمجھ لینا چاہئے کہ بے ہوشی دماغ پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے ہوئی ہے، اگر بے ہوش آدمی کی ناک اور کان سے خون آرہا ہو، تو سمجھ لینا چاہئے کہ دماغ کے پیندے والی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اگر کسی دوسرے اعضائے جسم پر چوٹ لگی ہوئی ہو تو اس چوٹ کو بے ہوشی کا سبب سمجھا جاسکتا ہے، اور اگر بے ہوش آدمی کی کسی رگ کے کٹ پھٹ جانے سے بہت خون نکل گیا ہو تو اس سے زیادہ خون نکل جانے ہی کو بے ہوشی کا سبب خیال کیا جائے۔

لیکن اگر جسم کے کسی بھی حصے پر نہ چوٹ کا نشان ہو اور نہ کوئی زخم ہو، اس کے باوجود مریض کا چہرہ سرخ ہو، اس کا بدن گرم ہو، آنکھوں کی پُتلیاں پھیلی ہوئی ہوں، روشنی کے اثر سے سکڑتی نہ ہوں، سانس خرّاٹے سے آرہا ہو اور مریض بالکل بے ہوش ہو، بے حس وحرکت پڑا ہو تو اس کا سبب مرضِ سکتہ سمجھنا چاہئے۔

مرگی کا دورہ

مرگی کا مریض گھر میں، اور سڑک، بازار، محلّہ یا گلی میں اور چھت پر کسی بھی جگہ چلتے چلتے گر پڑتا ہے، منہ سے جھاگ آتا ہے، آنکھوں کی پتلیاں اوپر چڑھ جاتی ہیں، ہاتھ پاؤں اکڑ جاتے ہیں، اور مریض کی شکل انتہائی خوفناک محسوس ہوتی ہے۔

جب ایسا واقعہ پیش آئے تو مریض کو کھلی فضا میں لٹائیں، گلے اور سینے وغیرہ کی بندشوں کو ڈھیلا کردیں، سر کو باقی جسم سے کچھ اونچا رکھیں، اور سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ دیں۔

مرگی کے مریض کی دورہ کے وقت عموماً زبان دانتوں سے کٹ جاتی ہے، لہٰذا زبان کو کٹنے سے محفوظ رکھنے کے لئے مریض کے منہ میں رومال کا چھوٹا سا گولہ بنا کر رکھ دیں، دورے کی شدت کم کرنے کے لئے

چہرے پر سرد پانی کے چھینٹے ماریں، سر پر برف یا ٹھنڈے پانی کی گدی بھگو کر رکھیں، جب مریض بے ہوش ہو جائے تو اس کو آرام سے لیٹا رہنے دیں، فوراً ہوش میں لانے کی کوشش نہ کریں، مریض کچھ دیر بعد خود بخود ہوش میں آجاتا ہے۔

مرگی کے دورہ کی بیماری کو ہلکا نہیں سمجھنا چاہئے، یہ خطرناک بیماری ہے، اگر زیادہ وقت گزر جائے اور باقاعدہ کسی ماہر معالج سے علاج نہ کرایا جائے، تو پھر اس مرض سے عمر بھر کے لئے نجات پانا مشکل ہو جاتا ہے، اس لئے ایسا ہونے پر جلدی ماہر معالج سے رجوع کرنا چاہئے۔

مریض کو رنج و غم سے محفوظ اور خوش و خرم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، صاف ستھری اور کھلی فضا فراہم کرنی چاہئے۔

لہسن کو پیس کر تِل میں ملا کر کھلانے سے مرگی کے مریض کو فائدہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ بعض دیسی خمیرے بھی مرگی کے مریض کے لئے مفید ہوتے ہیں۔

مریض کو قبض نہ ہونے دیں، اور اس کا ہضم درست رکھنے کی کوشش کریں، اس مقصد کے لئے سادہ اور جلد ہضم ہونے والی غذائیں کھانے کے لئے دیں، مثلاً مونگ کی دال، چپاتی، بکری، تیتر، بٹیر وغیرہ کے گوشت کا شوربہ، آشِ جو، دلیہ، ساگودانہ وغیرہ۔

اور ہر قسم کی قابض، بادی اور دیر ہضم غذاؤں سے پرہیز کریں، اروی، آلو، کچالو، چنے، اُڑد کی دال، شراب، چائے وغیرہ استعمال نہ کریں، تمباکو نوشی سے پرہیز کرائیں۔

اختناق الرحم کا دورہ یا ہسٹریا

اختناق الرحم کا دورہ، جس کو ہسٹریا بھی کہا جاتا ہے، عموماً عورتوں کو پڑتا ہے، جب کسی کو اس مرض کا دورہ پڑتا ہے، تو مریض چیخ کر بے ہوش ہو جاتا ہے، مگر مکمل بے ہوشی طاری نہیں ہوتی، مریض کے ہاتھ پاؤں اکڑنے لگتے ہیں اور بعض لوگ اس مرض کو کسی آسیب اور جن کا سایہ سمجھ کر کسی عملیات والے کا سہارا لیتے ہیں، جو کہ غلط فہمی پر مبنی ہے، متاثرہ مریض کو ہوادار جگہ آرام سے لٹائیں، گلے اور سینے کی بندشیں ڈھیلی کر دیں، سر کے نیچے تکیہ رکھ دیں، مریض کو ہوش میں لانے کے لئے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں، اگر عرقِ گلاب یا کیوڑہ میسر ہو، تو مریض کے منہ پر اس کے چھینٹیں ماریں، بغیر بجھا چونا اور نوشادر ہر ایک پانچ پانچ گرام لے کر ایک کھلے منہ کی شیشی میں ڈالیں اور اس شیشی میں تھوڑا پانی ڈال کر متاثرہ مریض کو سونگھائیں، یا کوئی بھی تیز خوشبو عطر وغیرہ سونگھائیں، جس سے مریضہ ہوش میں آجاتی ہے، اس کے بعد کسی

ماہر معالج سے اس کا باقاعدہ علاج کرانا چاہئے۔
یاد رکھیں کہ اس مرض میں عام طور پر مریض مکمل بے ہوش نہیں ہوتا، اور وہ باتوں کو سنتا اور سمجھتا ہے۔

شدید کمزوری کی وجہ سے بے ہوشی

اگر کوئی شخص شدید کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہو جائے، تو مریض کو فرش یا بستر پر چت لٹا دیں، گلے اور سینے وغیرہ کی بندشیں کھول دیں، نوشادر اور چونا باہم ملا کر سونگھائیں، تازہ ہوا میسر آنے دیں، جب مریض کچھ نگلنے کے قابل ہو جائے تو پانی کے ایک دو گھونٹ پلائیں یا ایک دو چمچ نیم گرم دودھ یا شہد یا چائے کے پلائیں، گلوکوز یا چینی پانی میں حل کر کے پلانا یا اگر کوئی جوس میسر ہو، تو وہ پلانا بھی مفید ہے۔

سکتہ کی وجہ سے بے ہوشی

بعض اوقات کوئی شخص سکتہ کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتا ہے۔
ایسے مریض کی علامات یہ ہیں کہ مریض بے ہوش ہوتا ہے، اور سانس تنگی سے خراٹے دار آواز میں آتا ہے، سانس کی رفتار سست ہوتی ہے، ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، آنکھیں پتھرا جاتی ہیں، پیشاب پاخانہ بے خبری میں نکل جاتا ہے۔
ایسے مریض کو آرام سے ہوا دار کشادہ کمرے میں لٹائیں، اس کے سر کو باقی جسم سے اونچا رکھیں، گلے اور سینہ کی بندشیں ڈھیلی کر دیں، مریض کے اردگرد کھڑے لوگوں کو ہٹا دیں، سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھیں، مریض کے دونوں بازوؤں اور پنڈلیوں پر دوپٹہ یا کوئی کپڑا لپیٹ دیں، پانی کی گرم بوتلیں مریض کی بغلوں میں رکھیں، ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کو آہستہ آہستہ خوب ملیں۔
اگر ان تدابیر سے بھی مریض کو ہوش نہ آئے تو فوراً کسی ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔

زہریلی گیسوں کی وجہ سے بے ہوشی

بعض اوقات سردی سے بچنے کے لئے اور کمرے کو گرم رکھنے کے لئے اس میں کوئلوں یا کسی اور دھویں دار چیز کی انگیٹھی جلائی جاتی ہے، یا سوئی گیس کا ہیٹر وغیرہ لگا کر کمرے کے تمام دروازے کھڑکیاں بند کر دی جاتی ہیں، اور اس وجہ سے کمرے میں زہریلی گیس بھر جاتی ہے، اور اس کے نتیجہ میں کمرے میں موجود افراد بے ہوش ہو سکتے ہیں، یا ان کا دم گھٹنے سے موت واقع ہو سکتی ہے، اگر بروقت پتہ چل جائے تو متاثرہ افراد

کو ناگہانی آفت سے بچایا جاسکتا ہے۔

بعض اوقات کسی کمرے میں چراغ یا لالٹین جلتی چھوڑ کر لوگ سو جاتے ہیں، جب کہ روشن دان، کھڑکیاں اور دروازے بھی بند ہوں، تو کمرے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس بھر جانے سے انسان دم گھٹ کر مر سکتا ہے، ایسی صورت میں کھڑکیاں، روشن دان اور دروازے سب کو بند نہیں رکھنا چاہئے۔

نیز اس قسم کے حادثات سے بچنے کے لئے کمرے میں انگیٹھی، سوئی گیس کا ہیٹر، چراغ یا لالٹین جلتا ہوا چھوڑ کر نہیں سونا چاہئے، بلکہ سونے سے پہلے ان تمام اشیاء کو بجھا دینا چاہئے۔

بعض اوقات بند کنویں، گٹر، یا تہہ خانے میں زہریلی گیس موجود ہوتی ہے اور ان میں اترنے والا شخص بے ہوش ہو جاتا ہے اور بعض اوقات دم گھٹ کر مر بھی جاتا ہے۔

اگر ایسے ہی کسی بند کنویں، گٹر یا تہہ خانے میں اترنا ضروری ہو تو پہلے چند گھنٹوں کے لئے ان کے منہ کھول دیں تاکہ ان میں تازہ ہوا کا گزر ہو سکے، مزید تسلی کے لئے ان مقامات پر آرام سے کوئی لالٹین یا چراغ یا موم بتی وغیرہ جلا کر اندر لٹکائیں، اگر یہ جلتی ہوئی چیز وہاں کے ماحول سے بجھ جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ان جگہوں پر زہریلی گیس موجود ہے، ایسی صورت میں ان جگہوں پر بغیر بجھا چونا ڈال کر اس پر پانی چھڑک دیا جائے، تو زہریلی گیس کا تدارک ہو جاتا ہے۔

اگر غلطی سے کوئی شخص زہریلی گیس کی وجہ سے بے ہوش ہو جائے تو اس کو فوراً باہر نکال کر تازہ ہوا میں لٹائیں اور اس کے چہرے اور سینہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں، اگر سانس بند ہو تو مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کر کے ہوش میں لانے کی کوشش کریں۔

گرمی کی شدت یا لُو لگنے کی وجہ سے بے ہوشی

سخت دھوپ میں نکلنے سے پہلے سر پر کپڑا رکھیں یا چھتری استعمال کریں، سخت گرمی کے موسم میں حتی الامکان بھوک لگے ہونے کی حالت میں اور خالی پیٹ گھر سے باہر نہ نکلیں۔

سخت گرمی میں گھر سے باہر نکلنے سے پہلے پانی پی لیں اور اگر لمبا سفر ہو، تو پانی ساتھ رکھ لیں، جس کو راستے میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے پیتے رہیں۔

بعض لوگ گرمی کی شدت یا لو کو برداشت نہیں کر پاتے اور بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ ایسے متاثرہ افراد کو فوراً ٹھنڈی اور ہوادار جگہ پر لٹائیں، چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں، تولیہ وغیرہ ٹھنڈے پانی میں بھگو

کر مریض کے جسم کو پونچھیں۔ مریض کے ہوش میں آجانے کے بعد کچا آم آگ میں رکھ کر جھلبھلائیں اور اس کا گودا پانی میں ملا کر چینی سے میٹھا کر کے پلائیں، نیز لیموں کی سکنجبین، یا شربتِ صندل یا نمک چینی ملا ہوا پانی وغیرہ بھی دے سکتے ہیں، اس کے علاوہ فوری طور پر مریض کو دوسری غذا نہ دیں، اس کے باوجود ضرورت محسوس ہو، تو ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔

پھانسی لگنے کی وجہ سے بے ہوشی

بعض اوقات کوئی خودکشی کی نیت سے اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا لٹکا کر کسی درخت یا مکان کی چھت سے لٹک جاتا ہے، یا کوئی دوسرا کسی کو مارنے کی غرض سے پھانسی پر لٹکا دیتا ہے۔

جب اس طرح کے فرد کو دیکھا جائے، تو فوراً چاقو یا کسی دوسری دھار دار چیز سے رسی کو کاٹیں، اگر کوئی دھار دار چیز میسر نہ ہو، تو پھانسی پر لٹکنے والے فرد کے پاؤں پکڑ کر اوپر کی طرف اٹھائے رکھیں، تاکہ متاثرہ شخص کے حلق سے پھندے کا دباؤ ہٹ جائے، اگر ضرورت ہو تو مدد کے لئے کسی دوسرے کو طلب کریں، تاکہ وہ آ کر اس کے پھندے کو کاٹ دے یا پھندا گلے سے بآسانی نکال دے، پھندا کاٹ دینے یا گلے سے نکال دینے کے بعد مریض کو آہستہ سے زمین پر لٹا دیں، اگر متاثرہ فرد نے کوٹ وغیرہ پہن رکھا ہو، تو اس کو اتار دیں، اور اس کے گلے اور اس کے سینے کی بندشوں کو کھول دیں، اگر متاثرہ فرد کا سانس جاری نہ ہو، تو مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنے کی کوشش کریں، اور سانس جاری ہو، تو اس کے چہرے اور سینہ پر ٹھنڈے پانی کی چھینٹیں ماریں۔

اور ہاتھ پاؤں کو اوپر کی طرف ملیں، اور کسی ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔

اگر خودکشی کی غرض سے کسی نے اپنے آپ کو پھندہ یا پھانسی لگائی ہو، تو آئندہ کے لئے اسے اس حرکت سے باز رہنے کی تلقین کریں، مایوسی سے نجات دلانے اور امید پیدا کرنے کی کوشش کریں، ہمت اور حوصلہ بڑھائیں اور خودکشی کے عذاب اور وبال سے ڈرائیں، خوش و خرم رہنے اور رکھنے کی کوشش کریں۔

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر و افطار (برائے راولپنڈی و اسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

اخبارِ ادارہ　　　　　　　　　　　　　　　　**مولانا محمد امجد حسین**

ادارہ کے شب وروز

- ......15/ 22/ 29/ جمادی الاخریٰ، 7/ رجب، جمعہ کو متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے ہوئے۔
- ......17/ 24/ جمادی الاخریٰ، 2/ 9/ رجب، اتوار کو ہفتہ وار اصلاحی مجالس ہوئیں۔
- ...... جمادی الاخریٰ میں ناظرہ کے طلبہ کے لئے اتوار بعد ظہر اور حفظ کے طلبہ کے لئے جمعرات بعد ظہر ہفتہ وار اصلاحی وتربیتی نشست بزمِ ادب کی صورت میں منعقد ہوتی رہی۔
- ......24/ جمادی الاخریٰ، اتوار، عصر سے پہلے حضرت مدیر صاحب نے اپنے ایک پرانے رفیق جناب ناصر صاحب کے بھتیجے کا نکاح محلہ حکمدادکی ایک مسجد میں پڑھایا۔
- ......28/ جمادی الاخریٰ، شعبہ حفظ میں قاری رحمت اللہ صاحب کا آزمائشی تقرر ہوا۔
- ......29/ جمادی الاخریٰ، جمعہ کو صبح کے وقت حضرت مدیر صاحب مع بھائی صاحبان واہلِ خانہ لاہور گئے، اپنے بھتیجے محمد حسان خان (بن فرقان خان) کا نکاح پڑھایا، نکاح کے بعد رخصتی تھی، رات گئے واپس پہنچے۔
- ......2/ رجب، اتوار، شام کو محمد حسان خان صاحب کے ولیمہ میں حضرت مدیر صاحب اور اہلِ ادارہ شریک ہوئے، اللہ تعالیٰ اس رشتہ ازدواج میں خیر وبرکت عطا کرے۔
- ......3/ رجب، پیر، بندہ امجد مع اہلِ خانہ، مانسہرہ (اپنے وطن) کے سفر پر گیا۔
- ......5/ رجب، بدھ، بندہ امجد نے اپنے گاؤں اچھڑیاں (مانسہرہ) میں قاری محمد صدیق صاحب کی نانی کے جنازہ میں شرکت کی، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، پسماندگان کو صبر واجر عطا فرمائے۔
- ......6/ رجب، جمعرات، قاری محمد سعید صاحب (معلم شعبہ ناظرہ) کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوئی، اللہ تعالیٰ قرۃ العین بنائے۔
- ......7/ رجب، جمعہ، حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ، اپنے بھائی جناب محمد عدنان خان صاحب کی طرف سے اسلام آباد کے ایک چمن زار میں کھانے پر مدعو تھے۔
- ......8/ رجب، ہفتہ، مفتی محمد یونس صاحب دو دن کے لئے اپنے وطن پنڈی گھیپ تشریف لے گئے۔
- ......9/ رجب، اتوار، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب کے گھر میں بھائی صاحبان مع اہلِ خانہ اور والدہ صاحبہ رات کے کھانے پر مدعو تھے۔

Idara Ghufran

□......اواخر جمادی الاخریٰ، حضرت مدیر صاحب کرائے کے مکان سے اپنے مکان میں منتقل ہوئے، جو حال ہی میں خریدا گیا تھا، مہینہ بھر اس میں مرمت وغیرہ کا کام ہوتا رہا، اللہ تعالیٰ اس رہائش گاہ کو سعد و میمون کرے، یُسر، راحت اور برکات والا بنائے، نحس و مضرت، جلی و خفی جن اسباب سے بھی ہو، اس سے محفوظ رکھے "وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِنْ بُیُوْتِکُمْ سَکَنًا" کے تحت "منعم علیہا" سکونت باسکینت بنائے۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 91 "اخبارِ عالم"﴾

6/اپریل: پاکستان: امریکہ فارن ملٹری سیلز پروگرام کے تحت پاکستان کو تیز رفتار 9 جنگی ہیلی کوپٹر فراہم کرے گا 7/اپریل: پاکستان: چمن، را کے بعد افغان خفیہ ایجنسی کا ایجنٹ بھی گرفتار، بھاری مقدار میں اسلحہ، گولا بارود برآمد ☎ فوج کی مدد سے جنوبی پنجاب میں مربوط آپریشن، آئی ایس پی آر 8/اپریل: پاکستان: عسکری قیادت کا پاکستان مخالف سرگرمیاں ہر حال میں روکنے کا فیصلہ کراچی، زرِ مبادلہ کے ذخائر 20 ارب 88 کروڑ 49 لاکھ ڈالر ہوگئے، مرکزی اسٹیٹ بینک 9/اپریل: یونان: 221 مہاجرین کی ترکی واپسی، 100 سے زائد پاکستانی شامل 10/اپریل: پاکستان: پاک بحریہ کا ساحل سے بحری جنگی جہازوں کو مارکرنے والے میزائل "ضرب" کا کامیاب تجربہ 11/اپریل: پاکستان: پنجاب، خیبر پختونخوا اور آزاد کشمیر میں 7.1 شدت کا زلزلہ، 5 افراد جاں بحق، درجنوں زخمی ☎ اسلام اور جہاد کے نام پر تکفیری نظریات سے نوجوان نسل کو بچایا جائے، علماء کنونشن 12/اپریل: پاکستان: جے ایف 17 تھنڈر پاک فضائیہ کے سیکنڈ سکواڈرن میں شامل 13/اپریل: پاکستان: ایجوکیٹرز بھرتی، این ٹی ایس ٹیسٹ میں پاسنگ مارکس 45 فیصد کردیئے گئے 14/اپریل: بھارت: پٹھانکوٹ واقعہ کی تحقیقات کرنے والے مقتول مسلمان افسر کی زخمی اہلیہ بھی دم توڑ گئی 15/اپریل: پاکستان: پاک چین مشترکہ فضائی مشقیں v شروع ہوگئیں 16/اپریل: پاکستان: بلوچستان میں افغانستان سے لائے گئے اسلحے کی بھاری کھیپ پکڑی گئی 17/اپریل: پاکستان: مسجد نبوی کے سابق امام شیخ ایوب مدینہ منورہ میں انتقال کرگئے 18/اپریل: پاکستان: مظفر آباد، لینڈ سلائیڈنگ سے 150 سے زاید مکانات ملیامیٹ، 3 گاؤں آفت زدہ قرار 19/اپریل: پاکستان: کومبنگ آپریشن، فوجی دستے کسی بھی علاقے میں کاروائی کرسکیں گے 20/اپریل: پاکستان: دیہات 8 شہروں میں 6 گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوگی، موسمِ گرما کے لئے لوڈ منیجمنٹ پلان جاری ☎ مردان ایکسائز آفس میں خودکش دھماکہ، ایک شخص جاں بحق۔

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/ مارچ/ 2016ء/ 11/ جمادی الثانی/ 1437ھ: پاکستان: جذبۂ خیر سگالی، پاکستان نے مزید 86 ماہی گیر رہا کردیئے 22/ مارچ: پاکستان: اسلام آباد میں 29 ممالک کی جوہری کانفرس، ایٹمی سلامتی کے مراکز کا دورہ، آئی اے ای اے ہیڈ کوارٹرز کے باہر تربیتی کانفرنس کرانے والا پاکستان پہلا ملک بن گیا 23/ مارچ: پاکستان: 3 سالہ تجارتی پالیسی کا اعلان، حکومت نے برآمدات کا ہدف 35 ارب ڈالر مقرر کردیا ☎ دفتری استعمال کے فرنیچر کی درآمد پر ریگولیٹری ڈیوٹی میں 15 فیصد اضافہ ☎ بیلجیئم کے دار الحکومت برسلز میں دھماکے، 37 ہلاک، 180 زخمی 24/ مارچ: پاکستان: یومِ پاکستان پر عسکری قوت کا شاندار مظاہرہ، بیلسٹک میزائل شاہین تھری کی پہلی بار نمائش 25/ مارچ: پاکستان: بلوچستان سے را کا حاضر سروس افسر گرفتار، اسلام آباد منتقل 26/ مارچ: بیلجیئم: برسلز میں پھر دھماکے، فائرنگ، سرچ آپریشن جاری، 7 مشتبہ افراد گرفتار 27/ مارچ: پاکستان: ترک فضائیہ کمانڈر کا ایئر ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد کا دورہ 28/ مارچ: پاکستان: لاہور گلشن اقبال پارک میں خودکش دھماکہ، بچوں سمیت 70 شہری جاں بحق، معدد زخمی، تین روزہ سوگ کا اعلان 29/ مارچ: پاکستان: اقتصادی راہداری نشانہ بنانے پر مامور 5 بھارتی ایجنٹ گرفتار ☎ بنگلہ دیش: اسلام کی سرکاری حیثیت ختم کرنے کی درخواست مسترد 30/ مارچ: پاکستان: فیول ایڈجسٹمنٹ، نیپرا نے بجلی 4.36 روپے فی یونٹ سستی کردی ☎ پنجاب حکومت کا سرکاری ادویہ کا تجزیہ بیرون ملک سے کرانے کا فیصلہ 31/ مارچ: پاکستان: لسبیلہ سے بھارتی جاسوس کا اہم کارندہ گرفتار، مزید گرفتاریاں متوقع یکم/ اپریل: پاکستان: پٹرول 1.50، ہائی سپیڈ ڈیزل 1.40 روپے فی لیٹر مہنگا 2/ اپریل: پاکستان: ٹیکس ایمنسٹی سکیم میں 30 اپریل تک توسیع کا نوٹیفکیشن جاری 3/ اپریل: پاکستان: واہگہ بارڈر پر رینجرز کی فائرنگ، 2 مبینہ سمگلرز ہلاک 4/ اپریل: پاکستان: پختونخوا، بلتستان، کشمیر میں طوفانی بارشوں سے تباہی، 71 جاں بحق ☎ بھارت: پٹھانکوٹ حملہ کیس، مسلمان تحقیقاتی افسر قتل 5/ اپریل: پاکستان: سیاست دانوں کی خفیہ دولت، بھارت، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں تحقیقات شروع، آئس لینڈ میں پارلیمنٹ کا گھیراؤ، پاکستانی سیاستدان بھی پیچھے نہ رہے، بیرونِ ملک کروڑوں ڈالر کی منتقلی، پاناما لیکس۔

﴿بقیہ صفحہ 90 پر ملاحظہ فرمائیں﴾